جلد ۱ | ۲۱ ماہ اخاء ۱۳۳۱ ہش - یکم صفر ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۲ء | نمبر ۳۱

درویشوں کے چودہ ۱۴ خاندانوں کی قادیان میں واپسی

الحمدللہ کہ متواتر کوشش اور تگ ودو کے بعد مورخہ ۱۵ اکتوبر کو درویشوں کے مزید ۱۴ خاندان قادیان میں واپس پہنچ گئے۔ ان خاندانوں میں صرف مستورات اور بچے شامل ہیں حکومت کی طرف سے بہت سی درخواستوں میں سے صرف ۲۴ کی منظوری مورخہ ۹ اکتوبر کو ملی تھی لیکن یہ منظوری اتنے تنگ وقت میں ملی کہ مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی فیملیوں کو بروقت اطلاع دیکر جمع کرنا اور انکے لئے ۱۴ تاریخ تک پرمٹ وغیرہ حاصل کرکے بارڈر سے گذارنا ناممکن تھا لہذا مجبوراً منظور شدہ خاندان میں سے بھی ۱۰ خاندان بروقت واپس آنے سے رہ گئے۔

واپس آنیوالے جملہ خاندان حسینی والا (ضلع فیروزپور) بارڈر سے ہندوستان میں داخل ہوئے جہاں پر نظارت امور عامہ قادیان کی طرف سے ان کے استقبال اور انتظام وسہولت کے لئے قادیان سے نمائندے موجود تھے۔ بارڈر کے ہندوستانی افسران نے حسن انتظام کا ثبوت دیا اور مستورات کی سہولت اور آرام کا خیال رکھا جس کے لئے ہم انکے شکر گذار ہیں۔ اسجگہ اس بات کا اظہار کیا جانا بھی مناسب ہوگا کہ قادیان کے احمدی درویش تقریباً پانچ سال سے بغیر اہل و عیال کے غیر معمولی اور تکلیف دہ زندگی بسر کر رہے ہیں (مستورات اور بچوں کو ۱۹۴۷ء میں مجبوراً قادیان سے بھجوانا پڑا) دو سال سے زائد عرصہ سے یہاں کے حالات کسیقدر سازگار ہونے پر حکومت کو درویشوں کے اہل و عیال کی واپسی کیلئے درخواست دیگئی اور اس عرصہ میں علاوہ لمبی خط وکتابت کے کئی دفعہ قادیان سے جماعت کے نمائندے شملہ اور دہلی بھی گئے اور افسران متعلقہ کو ملکر اپنی مشکلات واضح کیں لیکن ابتک صرف ۲۶ خاندان واپس قادیان آسکے ہیں (۱۲ خاندان گذشتہ سال واپس آئے تھے) بقیہ درویش حسب سابق تجرد کی تکلیف دہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں جہاں ہم ارباب حکومت سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ قادیان میں رہنے والے پُرامن احمدیوں کی سہولت اور آرام کا خیال رکھتے ہوئے انکے سب خاندانوں کی واپسی کی منظوری دے وہاں ہم احباب سے بھی درخواست دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے قادیان کے جملہ درویشوں کی مشکلات کو دور فرمائے۔ اور انکے لے آرام وسہولت اور کشائش کے باب وا کرے۔ آمین *

بھائی عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

قادیان مورخہ ۱۸؍اکتوبر ربوہ سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع بذریعہ تار موصول نہیں ہو سکی۔ جس کا افسوس ہے ؁

صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی لاہور میں تشریف آوری

والٹن کے ہوائی مستقر پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ دیگر افراد خاندان اور جماعت احمدیہ لاہور کے بہت سے احباب نے آپ کو خوش آمدید کہا۔

لاہور ۱۴؍اکتوبر۔ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ابن سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان سے نئی دہلی ہوتے ہوئے بذریعہ ہوائی جہاز آج صبح لاہور تشریف لائے۔ والٹن کے ہوائی اڈے پر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد اور جماعت احمدیہ لاہور کے بہت سے احباب نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ اپنے درویش بیٹے کو خوش آمدید کہنے کے لئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس ہوائی اڈے پر تشریف لائے ہوئے تھے ٹھیک آٹھ بجے صاحبزادہ صاحب موصوف کا ہوائی جہاز والٹن کے فضائی مستقر پہ اترا۔ پہلے صاحبزادہ صاحب نے سیدنا حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر مصافحہ اور معانقہ کا شرف حاصل کیا۔ پھر اپنی والدہ محترمہ کی دعائیں لینے کے بعد آپ ہوائی اڈے سے باہر تشریف لائے۔ جہاں دیگر افراد خاندان اور احباب جماعت سراپا انتظار بنے کھڑے تھے احباب نے دلی دعاؤں کے ساتھ خوش آمدید کہتے ہوئے آپ کو کثرت پھولوں کے ہار پہنائے۔ احباب جماعت سے مصافحہ اور معانقہ کرنے کے بعد آپ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ہمراہ بذریعہ کار پونے نو بجے کے قریب رتن باغ پہنچے۔ وہاں بھی بعض مقامی احباب آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

پاکستان میں آپ کا قیام دو ہفتہ تک رہے گا۔ آپ ماہ حال کے آخر تک قادیان واپس تشریف لے جائیں گے۔ پاکستان آنے کے لئے آپ ۱۲؍اکتوبر کی رات کو بذریعہ ریل قادیان سے روانہ ہوئے تھے ۱۳؍تاریخ کی صبح کو آپ نئی دہلی پہنچے۔ اور پھر وہاں سے ۱۴؍اکتوبر کو صبح ساڑھے چھ بجے ہوائی جہاز کے ذریعہ روانہ ہو کر آٹھ بجے صبح لاہور تشریف لائے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن حضرات نے ہوائی اڈے پر پہنچ کر آپ کو خوش آمدید کہا ان میں صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا انیم احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ عبد الرحیم صاحب درد۔ ایم۔ اے۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ عبد الرحمن صاحب انور (پرائیویٹ سکرٹری)، شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ۔ پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب۔ چوہدری اسد اللہ خاں صاحب۔ ملک عبد الرحمن صاحب۔ میاں غلام محمد صاحب اختر۔ ڈاکٹر عبد الحق صاحب اور چوہدری عبد الحمید صاحب کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ صاحبزادہ صاحب موصوف کے استقبال کے لئے بعض احباب اپنے طور پر ربوہ سے بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔

مکرم شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے دوپہر کو صاحبزادہ صاحب کے اعزاز میں دعوت طعام کا انتظام کیا جس میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شرکت فرمائی۔ دعوت میں بہت سے احمدی احباب کے علاوہ بعض غیر احمدی معززین بھی مدعو تھے۔ صاحبزادہ صاحب اڑھائی بجے بعد دوپہر حضور ایدہ اللہ کی معیت میں بذریعہ کار ربوہ تشریف لے گئے۔ (الفضل)

جناب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری کی قادیان میں تشریف آوری

قادیان مورخہ ۱۷/۱۰/۵۲ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت جناب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری مستقل طور پر قادیان تشریف لے آئے ہیں۔ آپ کے سپرد صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے ناظر تعلیم و تربیت اور ایڈیشنل ناظر دعوت و تبلیغ کے عہدے کئے گئے ہیں۔

خدا تعالیٰ حکیم صاحب کی آمد کو مرکز سلسلہ کے لئے اور خود ان کے اپنے لئے اور خاندان کے لئے ہر طرح سے بابرکت اور بیشتر ثمرات حسنہ فرمائے۔ آمین۔ آپ نے بردو نظارتوں کا چارج لے کر کام شروع کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ حکیم صاحب کو بہت دیر تک سلامتی کے ساتھ خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین

پیامِ مہجور

مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

سلامت میکدہ یا رب۔ سلامت پیرِ میخانہ
خدا کے بعد جو کچھ ہے مرا۔ وہ ہے مرا میخانہ
خدا رکھے تمہیں تم ہو حسینانِ دو عالم میں
نگہیں پڑتی ہیں تم پر یہ کہ ہو تنویرِ میخانہ
خدا یاد آئے سب کچھ بھول جائے شیخ تو سن لے
زبانِ قلقلِ مینا سے گر تکبیرِ میخانہ
کسی کو بے پئے رہنے نہ دیں سب مست ہو جائیں
بڑھاؤ اس طرح سے نیکشو توقیرِ میخانہ
پیالہ وہ بھی تو ٹوٹا ہوا ہے اور مٹی کا!
یہی کچھ پاس میرے رہ گئی جاگیرِ میخانہ
شبیہ یار سینے سے لگائے رہتا ہوں ہر دم
اور ان آنکھوں میں پھرتی رہتی ہے تصویرِ میخانہ
چلو تلچھٹ ہی دے دو۔ دو مگر اپنے ہی ہاتھوں سے
نہیں ہو جائیگی کچھ اس طرح تحقیرِ میخانہ
اُداسی ہی اُداسی چھائی رہتی ہے جہاں ہر دم
وہاں پر رہتا ہے اکمل نزار و دلگیرِ میخانہ

درخواست دعاء

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اپنے مکتوب بنام حضرت بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی میں فرماتی ہیں کہ

صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب سلمہ اللہ کے بڑے لڑکے صاحبزادہ عزیزم مبشر احمد صاحب سلمہ اللہ کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ اور عزیزم لاہور میں زیر علاج ہے احباب کرام خاص طور پر عزیز موصوف کی صحتیابی اور حفاظت و نصرت کے لئے دعا فرمائیں۔

ولادت

مکرم خادم مسیح پاک علیہ السلام عبد الرحمن قادیانی کے پوتے عبد الخالق صاحب کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے شادی کے پانچ سال بعد مورخہ ۱۰/۶/۵۲ کو لڑکی عطا کی ہے۔

مولودہ جناب ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب کی نواسی ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مولودہ کو خادمہ سلسلہ اور والدین اور خاندان کے لئے قرۃ العیون بنائے اور ہم سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

عبد الرحمن قادیانی قادیان

خطبہ جمعہ

اگر تم دوسروں پر قرآن کریم کی حکومت کو قائم کرنا چاہتے ہو تو اپنے پر بھی اسکی حکومت قائم کرو

جب بھی کوئی قدم اصلاح کے لئے اُٹھاؤ تو یہ دیکھ لیا کرو کہ آیا وہ قرآن کریم کے مطابق ہے

از سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۵ر ستمبر ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ
خطبہ نویس۔ سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ عرصہ سے

میری طبیعت

خراب چلی آرہی ہے۔ اس لئے میں روزانہ نمازوں میں نہیں آسکتا الاماشاء اللہ بعض نمازوں میں آجاتا ہوں۔ پھر اس بیماری کی وجہ سے ذہن پر بھی اثر ہے۔ میں کئی دفعہ اس تکلیف میں لوگوں کے نام بھول جاتا ہوں۔ اور بسا اوقات دوسروں سے پوچھنا پڑتا ہے کہ فلاں کا کیا نام تھا۔

ربوہ سے کسی نے میرے پاس

ایک شکایت

کی ہے۔ اس کے متعلق آج میرا کچھ بیان کرنے کا ارادہ تھا۔ لیکن جو اصل بات تھی وہ تو بھول گئی ہے اور ایک ضمنی بات یاد رہ گئی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ چونکہ میری طبیعت خراب ہوگئی ہے اس لئے اگر وہ بات یاد بھی رہ جاتی تو میں اتنا لمبا بول نہیں سکتا تھا۔ اب جو بات یاد رہ گئی ہے اس کے متعلق بیان کروں گا۔

شکایت کرنے والے نے جو چٹھی میرے نام بھیجی ہے۔ اس کے نیچے اس نے اپنا نام نہیں لکھا بلکہ اُسے چھپانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ اس نے چٹھی کے نیچے لکھا ہے۔ "حمزادی" میرے علم میں ہندوستان یا کسی اور ملک میں حمزادی کوئی نام نہیں۔ اسی طرح اگر اسے کسی جگہ کی طرف بھی منسوب کیا جائے تو میرے علم میں کسی ملک شہر یا جگہ کا نام بھی ایسا نہیں جس کی طرف منسوب کرکے یہ نام بن سکے۔ میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہی ہے کہ لکھنے والے نے اپنا نام چھپایا ہے۔

پس سب سے پہلے یہی مشکل ہے۔ جو اس نے جیرِ بیٹھے پیش کردی۔ کم سے کم جو اس نے اپنا نام لکھا ہے اس سے میں نے یہی اثر قبول کیا ہے۔ کہ اس نے

اپنا نام چھپایا ہے

پس میرے لئے یہ امر مشکل ہوگیا ہے۔ کہ میں اس شکایت کی تحقیقات کرسکوں اور مشکل بھی ایسا کہ میرے لئے کوئی چارہ نہیں۔ کہ یا تو میں

جس کی بات کو رد کر دوں یا قرآن کریم کو رد کر دوں۔ اب سیدھی بات یہ ہے کہ میں قرآن کریم کی بات کو رد نہیں کرسکتا۔ میں اس کی بات ہی کو رد کروں گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر تمہارے پاس کوئی شکایت پہنچی ہے۔ تو پہلے اس کی تحقیق کرو اور تحقیق کرنے سے پہلے یہ بات دیکھنی پڑتی ہے۔ کہ شکایت کرنے والا کیسا ہے۔ وہ مومن ہے یا فاسق اور اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ شکایت کرنے والے کا کیریکٹر مشتبہ ہے۔ تو پھر تم اپنے طور پر اس خبر کی تحقیق کرو۔ اور تحقیقات کے بعد معلوم کرو کہ آیا جو کچھ وہ کہتا ہے وہ سچ ہے یا نہیں۔

یہ قرآنی تعلیم ہے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا اگر تمہارے پاس کوئی فاسق شکایت لے کر آتا ہے اور وہ تمہارے سامنے کسی کے متعلق کوئی بری بات کہتا ہے۔ تو تم اس کی تحقیقات کرو۔ پھر کوئی اور کارروائی کرو۔ اب اس شخص نے جو بات بتائی ہے۔ بظاہر نظر آتا ہے۔ کہ وہ خود مجرم ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ کم سے کم اگر کوئی فاسق تمہارے پاس شکایت لے کر آتا ہے۔ تو پہلے اس کی تحقیقات کرو۔ تو اب اگر لکھنے والے نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا تو ہمیں یہ پتہ کیسے لگے گا۔ کہ وہ فاسق ہے یا مومن۔ اس آیت میں ایک نقطہ یہ بھی ہے کہ تم دیکھ لو۔ کہ آیا شکایت کرنے والا جوشیلا اور لڑاکا تو نہیں۔ آیا وہ معمولی سی بات کو بڑا تو نہیں بنا لیتا۔ وہ بات بات پر جوش میں تو نہیں آجاتا؟

فاسق کے معنے

صرف بدکار ہی نہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عربی میں بدکار کو بھی فاسق کہہ لیتے ہیں۔ لیکن

لغت کے لحاظ سے فاسق اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو تیز طبیعت ہو۔ بات بات پر لڑ پڑتا ہو۔ فاسق عربی کا لفظ ہے اردو کا نہیں اور عربی میں اس کے مفہوم میں چھوٹی چھوٹی باتیں آجاتی ہیں فسق کبھی بدکاری کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ اور کبھی اس کے معنے عدم اطاعت کے بھی ہوتے ہیں۔ یہ لفظ

وسیع المعانی

ہے جس طرح کفر کا لفظ قرآن کریم میں کافروں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح فاسق کا لفظ بھی کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ فاسق کے معنے صرف بدکار کے ہی نہیں۔ فاسق کے معنے

تیز مزاج

کے بھی ہیں۔ فاسق کے معنے لڑاکے اور تعاون نہ کرنے والے کے بھی ہیں۔ فاسق کے معنے اس شخص کے بھی ہیں جو لوگوں کے

چھوٹے چھوٹے قصوروں کو

لے کر بڑھا کر پیش کرتا ہے اور انہیں کہاں تک لے جاتا ہے۔ اس کے نزدیک یہ باتیں معمولی نہیں ہوتیں بلکہ ان کا کرنے والا واجب القتل ہوتا ہے۔ پشاور کے ایک دوست تھے حافظ محمد ان کا نام تھا بڑے مخلص احمدی تھے۔ ان کی طبیعت میں یہ مرض تھا کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر کفر کے ورے نہیں ٹھہرتے تھے۔ فرض کرو کہ کوئی شخص تشہد میں اپنے دائیں پاؤں کی انگلیاں سیدھی نہیں رکھتا تو ان کے نزدیک وہ کفر کی حد تک پہونچ جاتا تھا۔ میں نقرس کی وجہ سے کئی سال سے دائیں پاؤں کی انگلیاں تشہد کی حالت میں سیدھی نہیں رکھ سکتا بیٹھے رکھا کرتا تھا۔ اب ان کا سیدھا

رکھنا مشکل ہے۔ اگر حافظ محمد صاحب اب زندہ ہوتے۔ تو غالباً شام تک وہ مجھ پر

کفر کا فتویٰ

لگا دیتے۔ اس لئے کہ یہ پاؤں کی انگلیاں سیدھی نہیں رکھتے۔ اور ایسا کرنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے۔ پس معلوم ہوا ان کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں۔ اور اگر ان کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں تو ان کا قرآن کریم پر بھی ایمان نہیں۔ اور اگر ان کا قرآن کریم پر ایمان نہیں تو ان کا خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں

ہم جب چھوٹی عمر کے تھے۔ اس وقت مسجد مبارک کے پاس ایک نالہ تھا۔ یہ نالہ دراصل ایک بڑی نالی تھی جس میں بعض اوقات گھٹنے گھٹنے تک گند بہتا تھا۔ اس نالہ پر ایک چھپڑ ڈالا ہوا تھا جس پر سے لوگ گزرتے تھے

مجھے خوب یاد ہے

کہ حافظ محمد صاحب ایک دن اس چھپڑ پر بیٹھے ہاتھ اُٹھائے دعا مانگ رہے تھے۔ کہ اے خدا تیرے مسیح کے اردگرد سارے کفار اور فاسق جمع ہو گئے ہیں۔ تو اپنے مسیح کی حفاظت فرما۔ صرف ڈیڑھ مومن ہیں اور آدھے مولوی نور الدین ؓ باقی سب لوگ فاسق اور کافر ہیں۔ حافظ محمد صاحب ؓ۔ مولوی عبدالکریم صاحب ؓ سے تو شروع سے مخالف تھے۔ کیونکہ وہ تیز مزاج تھے۔ ویسے حافظ صاحب

نہایت مخلص اور قربانی کرنیوالے

احمدی تھے۔ اور اپنی نیکی کی وجہ سے مشہور تھے ان دنوں اگر کوئی ہندوستانی پولیٹیکل ایجنٹ کے عہدے پر پہنچ جاتا تھا۔ تو یہ ایک بہت بڑی ترقی سمجھی جاتی تھی۔ حافظ محمد صاحب بڑے بڑے افسروں اور پولیٹیکل ایجنٹ کے مکان پر رات کو چلے جاتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ میں نے خیال کیا کہ پتہ نہیں۔ میں نے رات کو مرجانا ہے یا زندہ رہنا ہے۔ اس لئے میں آپ کو خدا تعالیٰ کی تعلیم کی طرف توجہ دلا دوں۔ وہ سب لوگ ان کی طبیعت سے واقف تھے۔ اس لئے اکثر جھوٹ بول دیتے تھے کہ اس وقت طبیعت خراب ہے یا ضروری کام

ہے۔ آپ کل صبح تشریف لائیں ہیں

قرآن کریم کی تعلیم کے ماتحت

سب سے پہلے شکایت کرنے والا کا پتہ کرنا پڑتا ہے۔ کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ کیونکہ خلیفہ کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا۔ کہ وہ ہر شکایت کرنے والے کی شکایت سُنے اور اس کی تحقیقات کرتا پھرے شکایت کرنے والے کا درجہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ آیا وہ ایسا آدمی تو نہیں جو روزانہ دوسروں پر بدظنی کرتا ہے۔ اور ہم اس کی باتوں پر اعتبار نہیں کر سکتے۔ ربوہ میں اس قسم کے پچاس ساٹھ آدمی ہوں گے۔ اگر ان سب کی شکایات کی روزانہ تحقیق کی جائے۔ تو ان کے لئے پچاس خلیفے ہونے چاہئیں۔ وہ روزانہ لکھتے ہیں کہ فلاں فلاں میں یہ خرابی ہے۔ فلاں میں یہ خبث ہے۔ فلاں نے یہ کام کیا ہے۔ اور وہ اس کی تحقیقات کرتے رہیں۔ اگر اس قسم کے پچاس آدمی ربوہ میں موجود ہیں تو پچاس ہی خلیفے چاہئیں۔ اور اگر بیرونی جماعتوں کو ملا کر جماعت میں ایک ہزار ایسے آدمی ہوں۔ تو ایک ہزار خلیفے ہونے چاہئیں۔ کیونکہ ان لوگوں کی طبائع تیز ہوتی ہیں۔ اور ان کو کبھی بھی سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔

پس تحقیقات میں

پہلی روک

تو یہ ہے کہ لکھنے والے نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ یا تو میری غلطی ہے۔ کہ اس نے اصل نام لکھا ہے لیکن میں سمجھ نہیں سکا۔ اور اگر اس نے اصل نام نہیں لکھا جیسا کہ میں نے خیال کیا ہے۔ کیونکہ ہم نے اس قسم کا نام ابھی تک نہیں سنا۔ تو لکھنے والے کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کا یہ فعل قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ پہلے شکایت کرنے والے کی تحقیق کرو۔ خلیفہ اور امراء جماعت کو اور بہت سے کام کرنے ہوتے ہیں۔ اگر ہر جگہ سے اس قسم کی چٹھیاں آتی رہیں۔ تو جماعت کا بیڑہ غرق ہو جائے لازماً جو شخص خلیفہ ہو گا یا امیر ہو گا اُسے جماعت کے کام کرنے ہوں گے۔ اور بسا اوقات اُسے انفرادی کاموں کو چھوڑنا پڑے گا۔ اور جب افراد

لاکھوں کی تعداد میں

ہو جائیں تو پھر اُسے انتخاب کرنا ہو گا۔ اور یہ انتخاب دو طرح سے ہو گا۔ اول معاملہ اہم ہے اور اس کا ثبوت واضح ہے۔ یا وہ شخص اہم ہے اور اس کی بات رد نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ بڑا محتاط ہے۔ راستباز ہے مخلص ہے۔ اگر وہ کسی کی شکایت کرتا ہے تو لازماً اُس کی تحقیق کرنا ہو گی۔ اگر یقین ہو جائے کہ شکایت کرنے والا غلطی نہیں کرتا۔ تو پھر اس معاملہ کی تحقیق کرنا ہو گی۔ کیونکہ کوئی فرد یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ چونکہ میں یوں کہہ رہا ہوں۔ اس لئے یوں ہی سمجھنا چاہیئے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

ایک دفعہ نماز پڑھا رہے تھے۔ کہ آپ سے کوئی غلطی ہو گئی۔ حضرت علی رضؓ بھی مقتدیوں میں شامل تھے۔ آپ نے لقمہ دیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم آپ پر ناراض ہوئے۔ اور فرمایا کہ تمہیں کس نے کہا ہے کہ لقمہ دو۔ اس ناپسندیدگی کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ تمہارے ذمہ اور بڑے بڑے کام ہیں۔ ان چھوٹے کاموں کو اوروں کے لئے رہنے دو۔ اور یہ بھی کہ یہ کام ان قاریوں کا ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے قرآن سیکھتے تھے۔ تم یہ کام ان کے لئے رہنے دو۔ پس یہ ہو سکتا ہے کہ اگر شکایت کرنے والا کوئی بڑا آدمی ہو۔ تو میں اُسے کہوں۔ کہ تم ان باتوں کو کسی اور کے لئے چھوڑ دو۔ اور اپنے اصل کام کی طرف متوجہ رہو پس پہلی چیز تو یہی ہے کہ لکھنے والے نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے اُس کی حیثیت اور درجہ کا علم نہیں ہو سکتا۔

دوسری بات

یہ ہے کہ اُس نے ناظر صاحب امور عامہ۔ اور ناظر صاحب دعوت و تبلیغ اور لجنہ اماء اللہ کے بعض عیوب بیان کئے ہیں۔ اور پھر جبر پیر یداروں کے بعض عیوب کو بیان کیا ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ فلاں فلاں میں یہ عیب ہے۔ یعنی ایک طرف تو وہ ان لوگوں کی شکائت کر رہا ہے۔ کہ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف کوئی حرکت نہیں کرتا۔ تو وہ کوئی عیب نہیں کرتا۔ اور دوسری طرف ایسی شکایت کے کرنے میں وہ خود قرآن کریم کے خلاف جاتا ہے کہ اُس نے شکائیت اور اس کے ثبوت کی جو شرائط مقرر کی ہیں وہ خود ان کو توڑ دیتا ہے۔

ایک دفعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ام المومنین رضؓ کو ساتھ لے کر اسٹیشن پر پھر رہے تھے۔ ان دنوں پردہ کا مفہوم بہت سخت لیا جاتا تھا۔ اسٹیشن پر ڈبیوں میں عورتیں آتی تھیں۔ پھر ڈبہ تک پردہ کا انتظام کیا جاتا تھا۔ اور جب ڈبے میں بیٹھ جاتی تھیں تو کھڑکیاں بند کر دی جاتی تھیں۔ یہ پردہ تکلیف دینے والا تھا اور اسلام کی تعلیم کے خلاف تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کی تعلیم پر عمل کرتے تھے۔ حضرت ام المومنین رضؓ برقعہ پہن لیتی تھیں اور سیر کے لئے باہر چلی جاتی تھیں اس دن بھی حضرت ام المومنین رضؓ نے برقعہ پہنا ہوا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو ساتھ لئے پلیٹ فارم پر ٹہل رہے تھے۔

مولوی عبد الکریم صاحبؓ کی طبیعت

تیز تھی۔ آپ نے جب دیکھا تو کہا بڑا غضب ہو گیا ہے۔ کل کو اشتہار اور ٹریکٹ نکل آئیں گے۔ کہ مرزا صاحب پلیٹ فارم پر اپنی بیوی کو ساتھ لئے پھر رہے تھے۔ ان میں خود تو اتنی جرأت نہیں تھی۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس طرف توجہ دلاتے وہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کے پاس گئے۔ اور کہا مولوی صاحب غضب ہو گیا۔ کل اخباروں میں شور پڑ جائے گا۔ اشتہارات اور ٹریکٹ نکل آئیں گے کہ مرزا صاحب پلیٹ فارم پر اپنی بیوی کو ساتھ لے کر پھر رہے تھے۔ اگر ایسا ہوا تو بہت خرابی ہو گی۔ آپ خدا کے واسطے حضرت صاحب کو سمجھائیں۔

حضرت خلیفہ اوّل رضؓ

نے فرمایا۔ کہ آخر اس میں کون سی بُرائی ہے۔ گاڑی میں طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ اگر حضرت صاحب اپنی بیوی کو ساتھ لے کر باہر ٹہل رہے ہیں تو اس میں کون سا حرج ہے میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آتی آپ کو اگر یہ بات بُری لگتی ہے تو خود جایئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ بات کہہ دیجئے۔ میں تو نہیں جاؤں گا۔ مولوی عبد الکریم صاحبؓ نے فرمایا۔ بہت اچھا میں خود جاتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹہلتے ٹہلتے بہت دور جا چکے تھے۔ مولوی صاحب وہاں گئے۔ واپس آئے تو گردن جھکائی ہوئی تھی حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے شوق پیدا ہوا کہ پوچھوں کیا جواب ملا ہے۔ چنانچہ میں نے دریافت کیا کہ مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا ہے۔ مولوی صاحبؓ نے کہا میں نے جب کہا حضور آپ کیا کر رہے ہیں۔ کل اخبارات شور مچا دیں گے۔ کہ مرزا صاحب اپنی بیوی کے ساتھ اسٹیشن پر پھر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ آخر وہ کیا کہیں گے یہی کہیں گے نا۔ کہ مرزا صاحب اپنی بیوی کو ساتھ لئے ہوئے پھر رہے تھے۔ مولوی صاحب شرمندہ ہو کر واپس آ گئے۔ واقعی

بات یہی تھی حضرت ام المومنین رضؓ نے پردہ کیا ہوا تھا۔ پھر میاں بیوی کا اکٹھے پھرنا قابلِ اعتراض بھی تو نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی اپنی بیویوں کے ساتھ پھرتے تھے۔ ایک دفعہ لشکر کے سامنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضؓ دوڑے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہار گئے۔ اور حضرت عائشہ جیت گئیں دوسری دفعہ پھر دوڑے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جیت گئے۔ اور حضرت عائشہ ہار گئیں۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضؓ کا جسم کچھ موٹا ہو گیا تھا۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ تلک بتلک عائشہ اس ہار کے بدلہ میں یہ ہار ہو گئی غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ پھرنا معیوب خیال نہیں فرماتے تھے۔ اور جس بات کی اجازت اسلام نے دی ہے اُس کو عیب نہیں کہا جا سکتا۔ پس اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر اعتراض کرتا ہے۔ تو اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس کے نزدیک وہ شخص اسلامی تعلیم پر عمل نہیں کرتا۔ لیکن

شکائت کرنے والے نے

اپنے خط میں لکھا ہے کہ فلاں خفیف درجہ کا ہے۔ فلاں کمینہ ہے۔ اور بعض الزامات ایسے لگائے ہیں جس کے متعلق شریعت نے گواہ طلب کئے ہیں اور گواہ بھی ننگی رویت کے طلب کئے ہیں یعنی شریعت اس کے متعلق یہ کہتی ہے کہ ننگی رویت کے چار گواہ ہوں۔ گو وہ شخص شکائت کرنے میں حق پر ہے ورنہ نہیں۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ دین کی غیرت ایسے شخص کو پیدا ہوتی ہے جو خود قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف عمل کرتا ہے۔ اور دوسروں پر ایسے الزامات لگاتا ہے جن سے قرآن کریم نے منع فرمایا ہے۔ اور نہ صرف منع فرمایا ہے۔ بلکہ ان پر حد مقرر کی ہے کہ ایسا کہنے والے کو ۸۰ کوڑے لگاؤ۔ گویا شریعت نے اس بارہ میں جو اتنا شدید حکم دیا ہے۔ وہ اُسے توڑتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں شخص

قرآنی تعلیم کے خلاف

چلتا ہے۔ حالانکہ وہ خود قرآنی تعلیم کے خلاف چل رہا ہوتا ہے۔ اب دیکھو اس شکائت کرنے والے کی حیثیت کیا ہوئی؟ پہلے تو اس نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ پھر جو ثبوت ضروری ہیں۔ وہ پیش نہیں کئے۔ شریعت کے قواعد سے نہ تو میں آزاد ہوں۔ نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آزاد ہیں۔ اور نہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم آزاد ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خود شریعت کے قواعد پر چلنے کے لئے مجبور تھے۔ پس اس شخص نے بعض ایسے اعتراضات کئے ہیں۔ جن پر شریعت حد لگاتی ہے اور شریعت نے ان کے لئے گواہی کا جو طریق مقرر کیا ہے۔ اس طریق پر چلنا ضروری ہے۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ فلاں نے قرآن کریم کا فلاں حکم توڑا ہے۔ اُسے سزا دو لیکن مجھے کچھ نہ کہو۔ مجھے

بچپن کا ایک لطیفہ

یاد ہے۔ اُس وقت میں نے اس سے بہت مزا اٹھایا تھا۔ اور اب بھی وہ مجھے یاد آتا ہے۔ تو ہنسی آ جاتی ہے۔ پانچویں یا چھٹی جماعت میں میں پڑھتا تھا ہمارے اُستاد نے یہ طریق مقرر کیا ہوا تھا۔ کہ اُن کے سوال کا جواب جو طالب علم وقت مقررہ میں دے دے۔ وہ اُوپر کے نمبر پر آ جائے گا۔ ہم کھڑے تھے اُستاد نے سوال کیا۔ ایک لڑکے نے اس کا جواب دیا۔ دوسرے نے ہاتھ بڑھا کر کہا۔ ماسٹر جی یہ جواب غلط ہے۔ ماسٹر صاحب نے پہلے لڑکے سے کہا تم نیچے آ جاؤ۔ اور دوسرے کو کہا تم اوپر چلے جاؤ۔ نیچے آتے ہی اس لڑکے نے جو پہلے اوپر کے نمبر پر تھا۔ کہا کہ مولوی صاحب اس نے میری غلطی نکالی ہے

غلط لفظ کو غلط کہا ہے جو غلط ہے۔ اس استاد نے پھر اُسے سابق جگہ پر کھڑا کر دیا۔ اور دوسرے لڑکے کو پھر نیچے گرا دیا۔

یہی حالت بعض معترضوں کی ہوتی ہے۔ وہ دوسرے پر غلط یا صحیح اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن اعتراض کا طریق مجرمانہ اختیار کرتے ہیں۔ اور اس طرح اُس کو سزا دلاتے دلاتے خود سزا کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ اور پھر شور مچاتے ہیں کہ مجرم کو کوئی نہیں پکڑتا۔ جو توجہ دلاتا ہے اُسے سزا دے دیتے ہیں۔ حالانکہ سزا دینے والے کیا کریں۔ وہ بھی تو شریعت کے غلام ہیں

اگر تم قرآن کریم کی حکومت کو قائم کرنا چاہتے ہو تو اپنے پر بھی خدا تعالےٰ کی حکومت کو قائم کرو۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دوسروں پر تو خدا تعالےٰ کی حکومت قائم ہو۔ اور تم پر خدا تعالےٰ کی حکومت قائم نہ ہو تو یہ درست بات نہیں۔ میں شکایت کرنے والے سے کہتا ہوں۔ ایاز قدر خود بشناس تمہاری حیثیت ہی کیا ہے۔ تم تو اپنا نام بھی چھپاتے ہو تو دنیا تمہاری بات کیوں مانے۔ خدا تعالےٰ مالک ہے وہ سب کا آقا ہے۔ سب کی پیدائش اور موت اس کے اختیار میں ہے۔ وہ سب کو رزق دیتا ہے۔ سب پر اس کا احسان ہے۔ اُس کی بات تو مانی جائے گی۔ تمہاری بات کیوں مانی جائے۔ تم اگر چاہتے ہو کہ دوسروں کو

شریعت کے احکام

کے مطابق سزا دی جائے تو تم اقرار کرتے ہو کہ تمہیں بھی شریعت کے احکام کے ماتحت سزا دی جائے۔ پھر جب تم دوسروں پر الزام لگاتے ہو اور اس کا جائز اور شرعی ثبوت نہیں دیتے تو کیوں نہ تم کو سزا دی جائے۔ باقی اگر کوئی کہے کہ تم میری بات مان لو تو یہ درست بات نہیں۔ شریعت کے مطابق جو گواہ اور ثبوت ضروری ہیں وہ مہیا کرنے بہرحال ضروری ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دفعہ

دو جھگڑنے والے

آئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ نے مجھے کہا ہے کہ میں تم میں سے ایک فریق کو قسم دوں۔ اس پر الزام لگانے والے نے کہا۔ اگر آپ نے قسم دی اور اس پر فیصلہ دے دیا تو یہ مقدمہ جیت گیا۔ یہ تو سو جھوٹی قسمیں بھی کھا سکتا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ جو خدا تعالےٰ نے کہا ہے میں مانوں گا۔ تمہاری بات نہیں مانوں گا۔ اگر یہ جھوٹی قسم کھائے گا۔ تو خدا تعالےٰ اسے خود سزا دے گا۔ بعض لوگ تیز طبع ہوتے ہیں۔ ان میں جوش ہوتا ہے اس لئے وہ کہہ دیتے ہیں چونکہ ہم نے یوں کہا ہے اس لئے یہ درست ہے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ لوگ راستباز ہیں یا خدا تعالےٰ راستباز ہے۔ سیدھی بات ہے کہ جو کچھ خدا تعالےٰ کہے گا وہی ہوگا اگر اس کے مقابلہ میں کروڑوں لوگ ایک بات کہیں تو اس پر عمل نہیں ہوگا۔

خدا تعالےٰ کہتا ہے

دو گواہ لاؤ۔ تو دو گواہ دیئے جائیں گے۔ اگر ایک گواہ ہو چاہے وہ بہت بڑا آدمی ہو تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اگر خدا تعالےٰ کہتا ہے چار گواہ لاؤ تو چار گواہ ہی لئے جائیں گے۔ اگر تم تین بادشاہ بھی لے آؤ تو ان کی گواہی پر اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ پھر خدا تعالےٰ نے گواہی کا طریق مقرر کیا ہے۔ اس طریق پر گواہی لی جائے گی۔ یہ کہہ دینا کہ فلاں کمینہ ہے۔ فلاں ذلیل ہے محض بیہودہ بات ہے۔ اسلام میں کوئی کمینہ اور ذلیل نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ جب خلیفہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ جب تک ایک طاقتور کو اس کا حق نہ مل جائے اور جب تک ایک ضعیف کو اس کا حق نہ مل جائے میں ویسے نہ لڑوں گا۔ جب تک کہ

انصاف قائم نہ ہو جائے

اگر ایک معزز شخص چور کی حیثیت میں عدالت میں پیش ہوتا ہے تو اس کی وہی حیثیت ہوگی۔ جو بظاہر ایک کمینہ شخص کی ہوگی۔ اسی طرح اگر ایک امیر شخص کسی کو تھپڑ مارے تو اسلام میں اس کی وہی حیثیت ہوگی جو اس قسم کا جرم کرنے والے ایک غریب آدمی کی ہوگی۔ جبلہ بن ایہم ایک امیر شخص تھا جو اپنے علاقہ کا بادشاہ تھا۔ وہ مسلمان ہو گیا اور حج کے لئے گیا۔ وہ رستہ میں ایک مجلس میں بیٹھ گیا۔ عربوں میں رواج تھا کہ جتنا تہہ بند کسی کا لٹکتا رہا ہو۔ وہ اتنا ہی معزز سمجھا جاتا تھا۔ جیسے ہمارے علاقہ میں زمیندار لوگ تہہ بند لٹکا لیتے ہیں۔ اسی طرح عرب لوگ بھی تہہ بند لمبا رکھتے تھے۔

جبلہ بن ایہم

جب اس مجلس میں بیٹھا تو پاس سے گذرنے والے ایک غریب آدمی کا پاؤں اس کے تہہ بند کے کنارے پر جا پڑا۔ جبلہ اپنے آپ کو بادشاہ تصور کرتا تھا اس نے اس کو اپنی ہتک خیال کیا۔ اور اس شخص کو غصہ میں آکر تھپڑ مار دیا۔ وہ غریب آدمی خاموش ہو گیا شاید وہ اس لئے خاموش رہا کہ اس نے خیال کیا کہ یہ شخص نیا نیا مسلمان ہوا چلو خاموش رہو۔ مگر جبلہ کا شکوہ تھپڑ مارنے کے بعد بھی پورا نہ ہوا۔ وہ غصہ میں حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ حضرت عمرؓ کو یہ واقعہ پہنچ چکا تھا لیکن آپ کو تفصیل کا علم نہیں تھا۔ جبلہ نے کہا۔ عمرؓ آپ کے لوگوں میں تہذیب بھی نہیں۔ یہ لوگ شائستہ نہیں۔ انہیں شائستگی سکھاؤ۔ میں بڑا آدمی ہوں۔ بادشاہ ہوں۔ ایک گنوار شخص نے میرے تہہ بند پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ آپ فرمانے لگے جبلہ تم نے اس پر سختی تو نہیں کی۔ جبلہ نے کہا میں نے اُسے صرف ایک تھپڑ مارا ہے۔ دراصل سزا کی شکایت کرنے آپ کے پاس آیا ہوں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا

خدا کی قسم اگر تم نے اس شخص کو تھپڑ مارا ہے تو میں ساری مجلس کے سامنے تمہیں تھپڑ ماروں گا۔ جبلہ کوئی بہانہ بنا کر وہاں سے نکل گیا اور واپس جا کر دوبارہ عیسائی ہو گیا۔ پس اسلام میں کوئی کمینہ نہیں سوائے اس شخص کے جو خدا تعالےٰ کے قائم کردہ نظام کا احترام نہیں کرتا۔ جو شخص خدا تعالےٰ کے قائم کردہ نظام کا احترام رکھتا ہے وہ کمینہ نہیں۔ کوئی شخص جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جوا اپنی گردن سے نہیں اتارتا۔ غریب نہیں۔ ہاں جو آپؐ کی اطاعت کا جوا اتار دیتا ہے وہ یقیناً غریب ہے۔ جو شخص کسی کو اس کی غربت یا اس کے خاندان کے کسی نقص کی وجہ سے کمینہ کہتا ہے وہ خود کمینہ ہے۔ جو شخص

کسی پر اتہام

لگاتا ہے خواہ وہ چوڑھا ہی کیوں نہ ہو وہ خود مجرم ہے اور اس سزا کا مستحق ہے۔ جو قرآن کریم نے اس جرم کی مقرر کی ہے۔ تم اچھی طرح کان کھول کر سن لو کہ اگر تم میں سے کوئی بے نام کی رپورٹ کرتا ہے تو قرآن کریم کہتا ہے وہ رپورٹ نہیں سُننی چاہئے۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ اذا جاءکم فاسق بنباءٍ فتبینوا تم پہلے دیکھو کہ خبر لانے والا فاسق ہے یا مومن۔ پھر دیکھو وہ اہم خبر ہے یا غیر اہم۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے اس آیت میں خبر کا لفظ نہیں لکھا۔ "نبا" کہا ہے۔ اور "نبا" کسی اہم خبر کو کہتے ہیں۔ پس دوسری بات یہ دیکھی جائے گی کہ وہ خبر اہم ہے یا غیر اہم۔ کیونکہ خلیفہ یا اس کے مقرر کردہ افسران اور امراء کے پاس اتنا وقت نہیں کہ

اس قسم کی شکایات

کی تحقیق میں اسے ضائع کریں۔ کسی نے کہہ دیا کہ فلاں شخص کے تہمد سے کپڑا اٹھا ہوا تھا۔ خلیفہ کا کیا کام ہے کہ وہ لوگوں کے تہمد دیکھتا پھرے۔ دوسرے لوگ اسے خود سنبھال لیں گے۔ پس پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ شکایت کرنے والا ہے کون؟ اور جب وہ نام ظاہر نہیں کرتا تو اس کی تحقیق نہیں ہو سکتی۔ اور دوسرے یہ دیکھنا ہوگا کہ وہ خبر اہم ہو۔ اگر یہ دونوں باتیں ثابت ہو جائیں تو قرآن کریم کہتا ہے تم اس بات کی تحقیق کرو۔ اور جب یہ ثابت ہو جائے کہ وہ بات سچ ہے تو اس کے خلاف کارروائی کرو۔

ہم قرآن کریم کا حکم چلانے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے تم بھی کوئی قدم اصلاح کا اٹھاؤ۔ تو وہی قدم اٹھاؤ۔ جو قرآن کریم کے مطابق ہو۔ ہو سکتا ہے کہ بعض دفعہ تم کوئی غلطی دیکھو جس کا ثبوت مہیا نہ ہو سکے تو خلیفہ اس کے متعلق کچھ نہیں کر سکتا جس طرح خدا تعالےٰ میرے ساتھ آتا ہے تمہارے سامنے بھی آتا ہے۔ تم راتوں کو اٹھو اور

خدا تعالےٰ سے کہو

کہ وہ جماعت سے اس عیب کو دور کرے۔ گمنام خطوط لکھنا اس کا علاج نہیں۔ اگر میں ان خطوط پر غور کروں تو میں بھی مجرم ہو جاؤں گا۔ جب کوئی شخص کہتا ہے کہ فلاں نے یہ جرم کیا ہے اور اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں تو وہ بھی مجرم ہے پھر اگر وہ معاملہ میرے سامنے آتا ہے اور میں اس پر غور کرتا ہوں تو میں بھی مجرم ہوں۔ گویا تین جرم ہوئے۔ اگر تین کی بجائے ایک جرم رہنے دیا جاتا تو بہتر تھا۔ کہتے ہیں کہ کوئی تین آدمی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور اس نے السلام علیکم کہا۔ اس پر ایک شخص نے کہا وعلیکم السلام۔ جب اس نے وعلیکم السلام کہا تو دوسرے نے کہا نماز میں بولا نہیں کرتے تمہاری نماز ٹوٹ گئی اس پر امام نے کہا الحمد للہ میں تو نہیں بولا۔ گویا تینوں مجرم بن گئے۔ یہی بات یہاں ہوتی ہے

فرض کرو

ایک شخص نے چوری کی ہے۔ قرآن کریم اس جرم کو جائز قرار نہیں دیتا۔ اب اگر کوئی دوسرا شخص اس معاملہ کو میرے سامنے لاتا ہے۔ اور کسی کو مجرم قرار دے دیتا ہے اور اس کا کوئی ثبوت نہیں دیتا تو وہ بھی مجرم ہے۔ اور اگر میں بلا ثبوت اس کے خلاف تحقیق شروع کر دیتا ہوں تو میں مجرم ہوں پس یہ جرم کو بڑھانے والی بات ہے۔ اصلاح کی نہیں۔ تم وہ اصلاح پیش کرو جو قرآن کریم کے مطابق ہو ورنہ راتوں کو اٹھو اور خدا تعالےٰ سے دعا [illegible] ان عیوب کو جماعت سے [illegible] ہے۔ کیونکہ ان عیوب کا یہی علاج ہے۔ گمنام خطوط لکھنے کا کچھ فائدہ نہیں۔

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا

گلاب بی بی صاحبہ

عرف پٹھانی میرپور خاص میں فوت ہو گئی ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ جنازہ میں بہت تھوڑے دوست شامل ہوئے۔ مرحومہ کی خواہش تھی کہ میں ان کا جنازہ پڑھاؤں

غلام قادر صاحب

بھوڑو چک نمبر ۸ ضلع شیخوپورہ وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم موصی تھے ان کی بھی خواہش تھی کہ میں ان کا جنازہ پڑھاؤں

ہمشیرہ صاحبہ مولوی نظام الدین

صاحب احمد نگر کالا کیمپ ضلع جہلم میں وفات پا گئی ہیں وہاں جماعت کے بہت تھوڑے افراد ہیں جو جنازہ میں شامل ہوئے۔

فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ میر عنایت علی صاحب لدھیانوی حیدر آباد سندھ میں وفات پا گئی ہیں۔ حیدر آباد اور کوٹری کے بہت تھوڑے احمدی احباب جنازہ میں ب

شامل ہوئے۔ مرحومہ نہایت مخلص خاتون تھیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ۱۹۰۱ء میں بیعت کی۔ درحقیقت ان کا تعلق احمدیت سے بہت پرانا تھا۔ ان کے خاوند میر عنایت علی صاحب لدھیانوی ان چالیس آدمیوں میں سے تھے جنہوں نے لدھیانہ کے مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے دن بیعت کی۔ ان کی بیوی بھی درحقیقت اسی دن سے احمدیت سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کی طبیعت تیز تھی۔ میر عنایت علی صاحب کی طبیعت نرم تھی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی صحابہؓ میں سے تھے۔ بہت دعائیں کرنے والے اور مستجاب الدعوات تھے۔ میاں بیوی کا اختلاف ہو جاتا تھا تو اکثر بیوی میر صاحب کو ایک طعنہ دیتی تھیں جو نہایت پُر لطف ہے۔ بات یہ ہوئی کہ بیعت کرنے والوں کی ترتیب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمائی تھی اس لحاظ سے میر صاحب کی بیعت غالباً ساتویں نمبر پر تھی۔ لیکن میر صاحب اپنے ایک رشتہ دار یا دوست خواجہ علی صاحب جو پرانے بزرگوں میں سے ایک ہیں بلانے چلے گئے۔ انہیں ڈھونڈنے میں دیر لگ گئی۔ اس وجہ سے ان کی بیعت بجائے ساتویں نمبر کے غالباً ۲۰ ویں نمبر پر ہوئی۔ تو جب بھی میاں بیوی کی لڑائی ہوتی بیوی خاوند کو ہمیشہ یہ طعنہ دیتی تھیں کہ تمہاری حیثیت تو یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کیلئے تمہیں ساتواں نمبر ملا تھا لیکن تم اپنی بیوقوفی کی وجہ سے ۲۰ ویں نمبر پر پہنچے پس مرحومہ درحقیقت پرانا تعلق رکھنے والی خاتون تھی، ظاہری بیعت گو دیر سے کی ہو

سید محمد اشرف صاحب

ریٹائرڈ کلرک بھی وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ اس لئے کراچی میں بطور امانت دفن کئے گئے۔ ان کی طبیعت بھی تیز تھی۔ اور تقریباً سب احمدی دوست انہیں جانتے ہیں۔ ان کی عادت تھی کہ وہ ہر جگہ بول پڑتے تھے۔ اطلاع دینے والے نے تحریر کیا ہے کہ وہ پرانے احمدی تھے۔ مگر یہ درست نہیں۔ وہ پرانے احمدی نہیں تھے۔ لیکن اپنے اخلاق کی وجہ سے انہوں نے اپنی زندگی ایسے رنگ میں گذاری کہ پرانے احمدی بن گئے۔ ان کے بھائی ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب ان سے پہلے احمدی تھے۔ اور سید محمد اشرف صاحب ان دنوں سخت مخالف تھے۔

مجھے یاد ہے

۱۹۰۰ء میں میری آنکھوں میں ککرے پڑے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے علاج کے لئے لاہور بھجوا دیا۔ جہاں میرے کئی اپریشن ہوئے۔ میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں وہاں ہاؤس سرجن تھے۔ میر صاحب کو رہنے کے لئے جو جگہ ملی تھی۔ اس کے ساتھ ایک نوکر خانہ تھا۔ اس نوکر خانہ میں ایک آدمی آتا جاتا تھا۔ شام کو آتا اور صبح چلا جاتا۔ میں نے میر صاحب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ شخص کون ہے۔ تو انہوں نے مجھے بتایا۔ کہ ان کا نام غلام دستگیر ہے۔ ڈاکٹری میں پڑھتے ہیں یہاں رہتے ہیں اور یہیں کھانا پکاتے ہیں۔ ان کے بھائی سخت مخالف ہیں۔ اس لئے انہیں دقت ہے۔ پس اصل میں ڈاکٹر صاحب ان سے پہلے احمدی تھے ہاں جب یہ احمدی ہوئے۔ تو ان میں اتنا جوش پیدا ہو گیا۔ کہ ہر مجلس اور ہر کام میں حصہ لیتے تھے۔ اس لئے لوگ انہیں پرانا احمدی سمجھنے لگے۔ چند دن ہوئے ربوہ میں زمین لینے کے خیال سے آئے تھے۔ میں نے کہا۔ کہ اب زمین ختم ہو گئی ہے۔ ہاں اگر اور زمین خریدی گئی۔ تو آپ کو مل سکے گی۔ اس پر وہ واپس چلے گئے۔ اور چند ہفتوں کے بعد ان کی وفات کی خبر اچانک ملی۔

میاں عبدالرحمٰن صاحب چک ۲۰۳ محمد ڈگرم [?] سندھ میں فوت ہو گئے ہیں۔ جنازہ میں بہت کم احمدی شریک ہوئے۔

والدہ صاحبہ جمعدار محمد افضل خان وفات پا گئی ہیں۔ بہت تھوڑے احمدی دوست جنازہ میں شریک ہوئے۔

چوہدری محمد عبداللہ صاحب لائلپوری درویش قادیان

وفات پا گئے ہیں۔ یہ موصی تھے اور اپنی ساری جائداد خدمت سلسلہ کیلئے وقف کر چکے تھے۔ پھر اپنی زندگی وقف کر کے قادیان چلے گئے۔ یہ پہلے قادیان میں نہیں رہتے تھے۔ فساد کے بعد قادیان گئے۔ مولوی تاج الدین صاحب قاضی سلسلہ کے بڑے بھائی تھے۔

میر مرید احمد صاحب تالپور سندھ

حال میں ان کی وفات کی خبر آئی ہے۔ بہت کم لوگ جنازہ میں شریک ہوئے۔ میر صاحب ریاست خیرپور کے شاہی خاندان میں سے تھے۔ طالب علمی کی حالت میں قادیان رہے۔ اور شاید وہیں سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ اور بعد میں ان کی شادی ہوئی۔ احمدی ہو جانے کی وجہ سے اپنے خاندان سے بہت تکالیف اٹھائیں۔ ریاست خیرپور میں فارسٹ آفیسر تھے۔ نواب صاحب خیرپور کی والدہ نے انہیں میرے پاس بھیجا۔ کہ باپ کے بعد میرے بیٹے کا نواب ہونے کا حق ہے۔ لیکن باپ بیٹے پر خفا ہے۔ آپ دعا کریں کہ میرا بیٹا نواب ہو جائے۔ میں نے کہا اچھا میں دعا کروں گا۔ لیکن وہی بیٹا جب نواب بنا۔ تو اس نے انہیں ڈسمس کر دیا۔ آپ موصی تھے۔ اور نہایت مخلص احمدی تھے۔ ان کی اولاد بھی مخلص احمدی ہے

میں نماز جمعہ کے بعد ان سب کا جنازہ پڑھاؤں گا

اقوال زریں

از مکرم عبدالقدیر صاحب درویش واقف زندگی

بزرگان کے بے شمار زریں اور ایمان پرور اقوال ان کے حالات کے ذکر میں بکھرے پڑے ہیں۔ ان کو بار بار ذہن میں تازہ کرتے رہنا اور ان پر عمل پیرا ہونا ہماری دینی، روحانی، علمی، تمدنی غرضیکہ ہر قسم کی ترقی کا باعث اور ہمارے ایمانوں کو تازہ کرنے والا ہے۔ امید ہے۔ کہ احباب کرام ذیل میں پیش کئے ہوئے اقوال کو توجہ سے پڑھیں گے اور ان پر عمل پیرا ہو کر حسنات دارین حاصل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے آمین

۱۔ بخیل اللہ سے، جنت سے، لوگوں سے دور ہے اور دوزخ سے قریب ہے۔ (حدیث)

۲۔ اگر دوست چاہتے ہو تو اللہ کافی ہے۔ اگر ساتھی چاہتے ہو تو کراماً کاتبین کافی ہیں۔ اگر محبت چاہتے ہو۔ تو دنیا کافی۔ اگر مونس و ہمدم چاہتے ہو۔ تو قرآن مجید کافی ہے۔ اگر کام چاہتے ہو تو عبادت کافی ہے۔ اگر نصیحت چاہتے ہو تو موت کافی ہے۔ اور جو ان باتوں کو پسند نہ کرے۔ اس کو جہنم کافی ہے۔ (حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ)

۳۔ خدا تعالیٰ ان چھ چیزوں کو ناپسند کرتا ہے۔ اونچی آنکھیں، جھوٹی زبان، معصوم کو ضرر پہنچانے والا ہاتھ، بُرے منصوبوں والا دل۔ برائی کی طرف جانے والے پاؤں، فتنہ پرداز آدمی۔ (حضرت سلیمان علیہ السلام)

۴۔ سفر دو قسم کا ہوتا ہے دنیا اور آخرت کا۔ دونوں کے لئے توشہ درکار ہے۔ دنیا کے سفر کا توشہ ہمراہ رکھنا چاہیئے۔ اور آخرت کے لئے روانگی سے پہلے بھیج دینا چاہیئے۔ (حضرت مسیح علیہ السلام)

۵۔ عبادت ایک پیشہ ہے۔ دکان اس کی خلوت ہے۔ راس المال اس کا تقویٰ ہے اور نفع اس کا جنت ہے۔ (حضرت ابوبکر رضؓ)

٦۔ بُروں کی ہم نشینی سے بہتر تنہائی ہے اور تنہائی سے بہتر صحبت صالحین ہے (حضرت ابوبکر رضؓ)

۷۔ طمع کرنا مفلسی اور بے غرض ہونا امیری ہے۔ بدلہ نہ چاہنا صبر ہے۔ (حضرت ابوبکر رضؓ)

۸۔ ضائع ہے وہ عالم جس سے علم کی بات نہ پوچھی جائے۔ وہ ہتھیار جس کو استعمال نہ کیا جائے۔ وہ مال جس کو کار خیر میں خرچ نہ کیا جائے۔ وہ علم جس پر عمل نہ کیا جائے۔ وہ مسجد جس میں نماز نہ پڑھی جائے۔ وہ نماز جو مسجد میں نہ پڑھی جائے۔ وہ اچھی رائے جسے قبول نہ کیا جائے۔ وہ مصحف جس کی تلاوت نہ کی جائے۔ وہ زاہد جو محبت دنیا دل میں رکھے۔ (حضرت عثمان رضؓ)

۹۔ معافی بہترین انتقام ہے۔ (حضرت علی رضؓ)

۱۰۔ حرص سے روزی نہیں بڑھ جاتی لیکن قدر گھٹ جاتی ہے (حضرت علی رضؓ)

۱۱۔ غذا سے جسم کو اور قناعت سے روح کو راحت پہنچتی ہے (حضرت جعفر صادق رضؓ)

۱۲۔ دین کی اصل عقل، عقل کی اصل علم اور علم کی اصل صبر ہے۔ (حضرت فضیلؒ)

۱۳۔ نیک بخت وہ ہے جو نیکی کرے۔ اور بدبخت وہ ہے جو بدی کرے۔ اور مقبولیت کی امید رکھے۔ (حضرت بایزید بسطامی رحؒ)

۱۴۔ عالم بے عمل پارس کی طرح ہے جو دوسروں کو سونا بناتا ہے لیکن خود پتھر ہی رہتا ہے۔

۱۵۔ سب سے زیادہ روشن دل وہ ہے۔ جس میں خلق نہ ہو۔ سب سے زیادہ سیاہ دل وہ ہے جو اپنی کوشش سے ہو۔ اور سب سے بہتر رفیق وہ ہے کہ اُسکی زندگانی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ (حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ)

۱٦۔ اسراف اُس چیز کا نام ہے۔ جس چیز کو انسان کی طبیعت چاہے کھا لے۔ (حضرت عمر رضؓ)

۱۸۔ عزت دنیا مال سے ہے اور عزت آخرت اعمال سے (حضرت عمر رضؓ)

(۱۹) اگر آنکھیں روشن ہوں تو ہر روز حشر ہے۔ (حضرت عثمان رضؓ)

ہفت روزہ ——— بدر قادیان ——— مورخہ ۲۱ اکتوبر ۵۲ء

حجاز میں شراب نوشی کی بندش

یہ اطلاع مختلف اخبارات میں شائع ہوئی ہے کہ سلطان ابن سعود والیٔ حجاز نے شراب نوشی کو ختم کرنے کے لئے ایک زبردست مہم شروع کی ہے اور یہ اعلان کیا ہے کہ اگر کسی سعودی عرب کے پاس شراب پکڑی گئی تو اُسے سو دُرّے لگائے جائیں گے اور ایک سال قید کی سزا بھی دی جائے گی اور اگر کسی غیر ملکی باشندے سے یہ حرکت سرزد ہوئی تو اُسے ملک سے باہر نکال دیا جائے گا۔ اعلان میں یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ شراب نوشی کی یہ بُری لت عربوں کی کثیر تعداد کو پڑ گئی ہے

افسوس ہے کہ وہ مقدس ملک جس میں ایک ایسی عظیم الشان شخصیت منصۂ شہود پر آئی۔ جس نے ایک آن کی آن میں عربوں کی کایا پلٹ دی۔ اور وہ لوگ جو دن رات شراب کے نشہ میں مدہوش اور عقل باختہ رہتے تھے۔ اس نبیٔ عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان سے محبت الٰہی کی شراب میں فنا اور سرمست ہو گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان قوت قدسیہ کا یہ ایک ظاہر اور واضح ثبوت ہے کہ شراب نوشی جس کو آج کی مہذب دنیا باوجود متواتر اور لگاتار کوشش اور قانونی اختیارات کو استعمال کرنے کے چھوڑ نہ سکی۔ عرب کے وحشی اور غیر تعلیم یافتہ لوگ جن کو اپنے نفع نقصان کا بھی کچھ خیال نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہی فرمان سے بکلی ترک کر گئے۔

آج عرب کی اسی مقدس سرزمین میں پھر شراب نوشی کی افسوسناک اطلاعیں یقیناً ایک سچے اور مخلص مسلمان کو چونکا دینے کے لئے کافی ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ جب تک مسلمانوں میں حقیقی ایمان رہا۔ وہ نہ صرف اپنے مراکز میں بلکہ دور دراز کے تاریک علاقوں میں بھی نور اسلام سے منور اور اللہ اور اسکے رسول کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے اعلیٰ اخلاق پر قائم رہے۔ لیکن جب ایمان کی یہ شمع ان کے دلوں سے بجھ گئی تو نام کا اسلام اُن کے کام نہ آسکا۔ اور نہ صرف یہ کہ غیروں کے ماحول میں بھی اپنے کردار اور اخلاق کو اسلامی احکام کے مطابق نہ رکھ سکے۔ بلکہ خود مرکز اسلام میں بھی اسلامی ماحول کے اندر رہتے ہوئے وہ فسق و فجور اور گناہ و معصیت کی رَو میں بہہ گئے۔

آج دنیا بے شک مسلمانوں کی ان کمزوریوں پر ہنستی اور تمسخر کرتی ہے اور بالخصوص ان مسلمانوں پر جو حرمین شریفین کے مقدس مقامات میں رہتے ہیں۔ لیکن اسلام کے حقیقی علمبردار بھی خوش و خرم اور مسرور ہیں کہ اسلام کو زندہ کرنے اور اسوۂ رسول پر چلانے کے لئے احیاء اسلام کی ایک زندہ تحریک جماعت احمدیہ کی شکل میں قائم کی جاچکی ہے۔ جس کے افراد میں اب بھی بقول علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم سیرت اسلامی کے ٹھیٹھ نمونے دیکھنے میں آرہے ہیں۔ وہی زندہ خدا پر زندہ ایمان۔ دین کی خاطر سرفروشانہ قربانیاں خدا اور اسکے رسول کے احکام کی دل و جان سے اطاعت۔ اسلام کے ہر بہی خواہ کو ہم اس الٰہی جماعت کے متعلق تحقیق کرنے اور اس میں شامل ہو کر اسلام کی ترقی کے لئے جد و جہد کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

یہ نظارہ کتنا ایمان افروز ہے کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح آج بھی احمدیت کی برکت سے لوگ ایمان سے معمور ہو رہے ہیں۔ اور جن بادہ خواروں کو صوبجات متحدہ امریکہ کے سرکاری قوانین شراب نوشی سے باز نہیں رکھ سکے۔ وہ احمدیت کے حلقہ بگوش بن کر اسی سہولت اور سرعت سے بادہ نوشی ترک کر چکے ہیں۔ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول خدا کے فیضِ صحبت سے کی تھی۔ یہی اثر احمدیت کی تعلیم نے انگلستان اور یورپ کے دوسرے علاقوں میں معصیت و گناہ میں لت پت لوگوں پر کیا ہے اور اسی طرح احمدیت کے طفیل شرق و غرب اور شمال و جنوب کے دور دراز علاقوں میں لوگ نہ صرف بادہ نوشی ترک کر رہے ہیں۔ بلکہ دوسرے گناہوں اور عیوب سے بھی پاک و صاف ہو رہے ہیں اور ہم پورے وثوق اور تحدی سے اس زمانہ میں احمدیت کی مقدس تعلیم کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ

أَحْيَيْتَ أَمْوَاتَ الْقُرُونِ بِجَلْوَةٍ
مَاذَا يُمَاثِلُكَ بِهَذَا الشَّانِ

گاندھی جی کے بعض اصول

ہندوستان کی سیاست اور راج نیتی میں مہاتما گاندھی کو جو بلند اور نمایاں مقام حاصل ہوا ہے۔ اور جو اعلیٰ دماغی صلاحیت بیدار مغزی اور اپنی قوم کے لئے کوشش اور جدوجہد کرنے کی طاقت ان میں موجود تھی۔ اس کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ہندوستان کی آزادی کے حصول میں بلا شبہ ان کی خدمات اور قربانیاں قابل قدر اور لائق تحسین ہیں۔ اور اسی وجہ سے آج ان کو اہل ملک کی ایک بڑی تعداد اور خود کانگریس حکومت "دیش پتا" کے نام سے یاد کرتی ہے۔

لیکن جب گاندھی جی کے بعض اصولوں اور ان کی کامیابی و ناکامی پر نگاہ ڈالی جائے۔ تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے۔ کہ وہ اپنے بعض اصولوں میں جن پر وہ جیون بھر خاص پر زور دیتے رہے۔ کامیاب نہ ہو سکے۔ اور دنیوی لیڈروں کے لئے ہر بات میں کامیابی ضروری بھی نہیں ہوتی۔ یہ خصوصیت خدا تعالےٰ کی طرف سے مقرر کردہ ماموروں، مرسلوں اور اوتاروں کو ہی حاصل ہوتی ہے۔ کہ وہ جس مشن کو لے کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اس میں کامیاب اور فائز المرام ہوتے ہیں۔ تواریخ عالم سے اس امر پر واضح روشنی پڑتی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجے جانے والے یہ ہزاروں، لاکھوں افراد باوجود ہزارہا قسم کی مخالفتوں، دقتوں اور نامساعد حالات کے اپنے مشن میں کامیاب ہوئے۔ شری رامچندر جی، شری کرشن جی، مہاتما بدھ، حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ، حضرت زرتشتؑ، حضرت کنفیوشسؑ اور آخر میں حضرت سرور دو عالم محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام انہی برگزیدہ ہستیوں میں شامل تھے جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے۔ ان بزرگ ہستیوں کا نام اور شان اور بھی بلند اور نمایاں ہوتی چلی جاتی ہے۔

گاندھی جی نے ملک میں جن باتوں پر سب سے زیادہ زور دیا تھا۔ ان میں سے ایک فلسفہ عدم تشدد یعنی اہنسا ہے۔ اور دوسرے اچھوت اقوام کو اُٹھانے اور ان کو اُونچی جاتیوں کے ساتھ مساوی حقوق دلانے کی مہم ہے۔

عدم تشدد کے مسئلہ پر اگر حقیقت پر غور کیا جائے تو ملک میں صحیح طور پر کہیں بھی عمل نہیں ہو رہا۔ اور خود مہاتما جی کی زندگی بھی تشدد کے ظالمانہ حادثہ سے ختم ہو کر اس تحریک کو ناکام ثابت کر چکی ہے۔

اچھوت اقوام کا اونچی جاتیوں کے ساتھ مساوی ہونا۔ اس کے متعلق اگرچہ دستور ہند کی دفعات سے ان کو مساوی حقوق دلانے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ لیکن جہاں تک عملی حالت کا سوال ہے۔ آج بھی ہندوستان کے طول و عرض میں اچھوت۔ اچھوت ہی ہیں۔ اور اونچی جاتی کے ہندو ان سے بہت بلند و بالا ہیں آج بھی ہندوستان کے بہت سے حصوں میں اچھوتوں کے ساتھ پرانے زمانہ کے غلاموں سے بھی بدتر سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ ابھی گذشتہ دنوں ہی آل انڈیا ہریجن سیوک سنگھ کے اجلاس منعقدہ دہلی میں اچھوتوں کی بدحالی کا رونا رویا گیا۔ اور یہ رپورٹ بھی پیش کی گئی۔ کہ مدھیہ بھارت میں علاوہ ان کو مالی نقصان پہنچانے کے ان کے ۵۰ افراد جان سے بھی مار ڈالے گئے۔ ان حالات میں کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ اچھوت ادھار کی وہ تحریک جو گاندھی جی نے قوم و ملک کے فائدہ کے لئے اُٹھائی اہل ملک نے اُسے دل سے قبول کر لیا ہے۔ اور اپنی سوسائٹی میں اس پر عمل کرنا فرض کر دیا ہے۔

خیر یہ تو ایسی باتیں ہیں جن کے متعلق ہر شخص لکھتا اور کہتا رہتا ہے۔ لیکن بعض ایسی باتیں بھی ہیں۔ جو ارباب اختیار بھی فخر سے کرتے ہیں حالانکہ وہ گاندھی جی کے اصول کے خلاف ہیں۔ مثلاً گاندھی جی ہمیشہ اس بنا پر ہندوستانی کے حامی رہے اور لکھتے رہے ہیں۔ جو فارسی اور ناگری دونوں حروف میں لکھی جائے۔ اور آخری وقت تک وہ اسی اصول کے قائل تھے۔ لیکن آج ان کے اس اصول کو پس پشت ڈالتے ہوئے ملک میں ایک ایسی زبان رائج کی جارہی ہے۔ جو صرف ناگری رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔ حالانکہ فارسی اور ناگری دونوں رسم الخط میں لکھی جانے والی ہندوستانی زبان ہی ملک کی لنگوا فرینکا اور مشترکہ زبان بن سکتی ہے۔ اور ملک کے مختلف عناصر اسی سے باہم محبت و پیار سے اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ لیکن مہاتما جی کے ان اصولوں کو ماننے والا اور ان پر عمل کرنے والا آج کون ہے؟

پھر گاندھی جی نے غیر ملکی حکومت کو کمزور اور ختم کرنے کے لئے علاوہ اور ذرائع کے "سول نافرمانی" کا طریق خاص طور پر اختیار کیا۔ اس سے اگرچہ وقتی طور پر کامیابی بھی حاصل ہوئی۔ اور بدیشی حکومت کمزور

[illegible]

جماعت احمدیہ کی بین الاقوامی حیثیت

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

آج سے قریباً ۱۲۰ سال قبل ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء کو قادیان کی گمنام بستی میں بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو چالیس برس کی عمر میں شرف مکالمہ مخاطبہ سے سرفراز فرمایا۔ اور سنہ ۱۸۸۹ء میں خدا تعالیٰ نے آپؑ کو دنیا کی اصلاح، تجدید دین اور پرچم اسلام کو بلند کرنے کیلئے مسیح موعود اور مہدیٔ معہود کے منصب پر فائز فرمایا۔ چنانچہ آپؑ اپنی بعثت کی غرض ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔ کہ

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین میں متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔" (الوصیت)

آپؑ نے اعلان فرمایا کہ میں وہی موعود ہوں جس کا نوشتوں میں ذکر ہو چکا تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے بشارتیں دی ہیں کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" "میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔"

"یاتون من کل فج عمیق
یاتیک من کل فج عمیق"

یعنی وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ آویں گے اور تیری امداد کے لئے تجھے دور دراز سے سامان پہنچیں گے۔ حتیٰ کہ لوگوں کی آمد اور اموال و سامان کے آنے سے قادیان کے راستے گھس گھس کر گڑھے ہو جائیں گے"

"I shall give you a Large party of Islam"

"کہ میں تجھے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت عطا کروں گا۔" (تذکرہ)

آپؑ کا یہ دعویٰ، پیشگوئیاں اور بشارت سن کر چاروں طرف ایک شور پڑ گیا اور مخالفت و تکذیب کا ایک طوفان امنڈ آیا۔ آپؑ کے خلاف ہر قسم کے منصوبے کئے گئے۔ قتل کی سازشیں کی گئیں۔ مگر اس زندہ خدا نے پہلے سے ہی آپؑ کو آنے والے واقعات کی ان الفاظ میں خبر دے دی تھی کہ

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا۔" (تذکرہ)

یعنی جب آپؑ دعویٰ ماموریت کریں گے۔ تو دنیا آپؑ کو رد کر دے گی۔ آپؑ کی مخالفت ہوگی۔ مگر خدا آپ کی تائید میں آسمانی نشانات ظاہر کریگا اور آپؑ کی قبولیت، لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا۔

خدائی بشارتوں کے مطابق آپؑ کی آواز قادیان سے نکل کر باہر پھیلنی شروع ہوئی نہ صرف پنجاب کے ہر ضلع اور ہر شہر میں اور ہندوستان کے ہی ہر صوبہ اور ہر ریاست میں پھیلی بلکہ ایشیا، اور یورپ افریقہ امریکہ اور دیگر ممالک و جزائر میں بھی پھیلتی چلی گئی آپؑ نے اردو اور عربی میں اپنے دعویٰ کی تائید میں متعدد کتب تصنیف فرمائی۔ آپؑ کی بعض کتب اور اشتہارات کا انگریزی ترجمہ غیر ممالک میں بھی شائع کیا گیا۔ آہستہ آہستہ لوگوں کے دل آپؑ کی طرف مائل ہونے شروع ہوئے۔ ایمان لانے والوں کی تعداد دن بدن بڑھنے لگی۔ دور دراز سے لوگ اور اموال و تحائف آپؑ کے پاس پہنچنے لگے۔ مومنوں کے ایمان کی زیادتی اور مخالفین پر اتمام حجت کے لئے آپؑ کی تائید میں زمین و آسمان سے تازہ بتازہ اور روشن نشانات ظاہر ہونے لگے اسی امر کی طرف آپؑ اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار
آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار
سارے منصوبے جو تھے میری تباہی کے لئے
کر دیئے اُس نے تبہ جیسے ہو گرد و غبار

چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں آپؑ گمنامی کے گوشہ سے نکل کر دنیا بھر میں شہرت پا گئے اور قادیان کی گمنام بستی بھی آپؑ کی برکت سے مشہور ہو گئی۔ چند سال قبل آپؑ بالکل تن تنہا اور بے یار و مددگار خدائی پیغام کو لے کر اٹھے تو اپنے اور بیگانے سب مخالف ہو گئے۔ مگر تمام مصائب و مشکلات کے باوجود آپؑ کامیاب و کامران ہوئے اور خدا تعالیٰ نے حسب بشارت آپؑ کو ایک زندہ اسلام کی خدمت کرنے والی اور تبلیغی جوش رکھنے والی جماعت عطا فرمائی۔ اسی جماعت میں حضرت مولوی سید عبد اللطیف خاں صاحبؓ اور مولوی عبد الرحمٰن خان صاحبؓ جیسے جاں نثار بھی تھے۔ جنہوں نے احمدیت کی خاطر افغانستان میں بصدق دل جام شہادت نوش فرمایا اور اپنے خون سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے گواہ بنے۔ آپؑ کی زندگی میں ہی آپؑ پر ایمان لانیوالوں کی تعداد قریباً پانچ لاکھ تک پہنچ گئی۔ چنانچہ آپؑ اپنی ابتدائی حالت اور پھر کامیابی کا ان الفاظ میں نقشہ کھینچتے ہیں ؎

میں تھا غریب و بیکس و گمنام بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ؎

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیر غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار
اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپؑ کی جماعت میں خلافت کا نظام جاری ہوا۔ اور حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ آپ کے پہلے خلیفہ منتخب کئے گئے۔ خلافت اولیٰ میں ہندوستان سے باہر انگلستان میں ۱۹۱۳ء میں جماعت کا ایک تبلیغی مرکز قائم ہوا جس کے انچارج مکرم چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے تھے۔ گویا بیرونی دنیا میں تبلیغی مراکز کے قیام کی بنیاد پڑ گئی۔ مارچ ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات پر جماعت احمدیہ کے موجودہ امام صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپؑ کو الہام الٰہی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا "حسن و احسان میں نظیر" "دنیا کے کناروں تک شہرت پائیگا" قرار دیا گیا تھا چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپ کی قیادت و رہنمائی میں جماعت کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائی اور اب آپکے عہد خلافت میں ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ مختلف بیرونی ممالک میں احمدیہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ مثلاً انگلستان۔ سکاٹ لینڈ۔ فرانس۔ جرمنی۔ ہالینڈ۔ اٹلی۔ سسلی۔ سوئٹزرلینڈ۔ سپین۔ شمالی امریکہ۔ جنوبی امریکہ۔ آسٹریلیا۔ گولڈ کوسٹ۔ سیرالیون۔ فری ٹاؤن۔ نائیجیریا۔ (مغربی افریقہ) نیروبی۔ یوگنڈا۔ کینیا کالونی۔ ٹانگانیکا (مشرقی افریقہ) کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) ماریشس۔ ایبے سینیا مصر۔ سوڈان فلسطین۔ شام۔ شرق اردن۔ لبنان۔ عرب۔ مسقط۔ ایران۔ افغانستان چینی ترکستان۔ جاوا۔ سماٹرا۔ بورنیو شمالی۔ سٹریٹ سیٹلمنٹ۔ برما اور سیلون وغیرہ میں نہ صرف احمدیہ جماعتیں ہی قائم ہیں بلکہ ان ممالک میں جماعت کے ۳۲ باقاعدہ مشن قائم ہو چکے ہیں۔ جن میں قریباً ۱۱۰ مرکزی و لوکل مبلغین کام کر رہے ہیں ورنہ ویسے تو ہر احمدی فریضۂ تبلیغ کو ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اسی طرح یورپ میں پولینڈ۔ ہنگری۔ البانیہ۔ یوگوسلاویہ اور ایشیا میں چین۔ جاپان میں بھی جماعت کے تبلیغی مشن کام کر رہے تھے مگر گذشتہ جنگ عظیم کی وجہ سے عارضی طور پر بند ہیں۔ لیکن ان تمام ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام اور پیغام پہنچ چکا ہے اور وہ سعید روحیں جنہوں نے احمدیت کو قبول کیا یا احمدیت کی طرف مائل ہیں اب بھی ان علاقوں میں موجود ہیں۔ غرضیکہ اب دنیا میں شاذ ہی کوئی ایسا علاقہ ہوگا جہاں جماعت احمدیہ نہ پائی جاتی ہو۔ یا کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام وہاں نہ پہنچ چکا ہو۔ چنانچہ آج ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ بفضلہ تعالیٰ دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ایسی جماعت ہے جس پر کبھی بھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ دیکھئے خدا کا کلام کس شان سے پورا ہوا کہ

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

آج ساری دنیا میں احمدیہ جماعت کی تعداد کئی لاکھ تک پہنچ چکی ہے اور ہندوستان و پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک میں قریباً پچاس ہزار احمدی افراد ہیں براعظم افریقہ اور انڈونیشیا میں احمدی آبادی دوسرے ممالک کی نسبت زیادہ ہے۔ الغرض ہر رنگ و نسل۔ ملک و قوم طبقہ و سوسائیٹی علم و قابلیت اور فن و ہنر کے افراد اس جماعت میں شامل ہیں اور مختلف ممالک کے بیشمار نوجوان مالی قربانیوں کے علاوہ تبلیغ اسلام کیلئے اپنی زندگیاں بھی وقف کر رہے ہیں۔ گویا آج جماعت احمدیہ اور اس کے مرکز کو دنیا میں انٹرنیشنل (بین الاقوامی) پوزیشن حاصل ہے اور دنیا کے مختلف گوشوں میں بسنے والوں احمدیوں کے دل میں اپنے روحانی مرکز (قادیان) سے وابستہ ہیں۔ قریباً ہر زبان میں جماعت کا پریس اور لٹریچر موجود ہے اور جماعت کی علمی۔ مالی اور اقتصادی پوزیشن کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جماعت کی یہ مستحکم پوزیشن اور روز افزوں ترقی حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی صداقت کا ایک روشن ثبوت ہے۔ کیونکہ ایک کاذب اور مفتری کو یہ تائید و نصرت حاصل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

مجھ کو کیا حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

چنانچہ مخالفین سلسلہ احمدیہ بھی جماعت کی اس غیر معمولی ترقی اور تبلیغی جدوجہد کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔

(۱) مولوی ظفر علی صاحب ایڈیٹر اخبار "زمیندار" لاہور تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں کہ بڑے بڑے گریجویٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کونٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ غلام احمد قادیانی کی خرافات واہیہ پر اندھا دھند آنکھیں بند کر کے ایمان لے آئے ہیں۔ .... یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے **اس کی شاخیں ایک طرف چین میں ہیں اور دوسری طرف یورپ میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں"** (زمیندار ۹؍اکتوبر ۱۹۳۲ء)

(۲) ایڈیٹر صاحب اخبار "ریج" دہلی فرماتے ہیں کہ

"احمدیہ جماعت کا اثر ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی ہے یورپ و امریکہ۔ افریقہ۔ آسٹریلیا۔ عرب ایشیاء کے تمام حصے غرضیکہ دنیا کا کوئی قابل ذکر ملک نہیں ہے جہاں احمدیہ کی شاخ یا کم از کم کوئی احمدی کام نہ کر رہا ہو۔ یورپ کے تمام ممالک انگلستان۔ فرانس جرمنی وغیرہ میں غرضیکہ تمام جگہ ا نکے مشن موجود ہیں۔ امریکہ میں بھی تبلیغ ہو رہی ہے۔ افریقہ اور عرب کے تپتے صحراؤں۔ مصر اور ایران کے زرخیز متمدن ممالک۔ ترکستان۔ شام۔ افغانستان کی خوشنما وادیاں میں غرضیکہ ہر جگہ ان کی کوششیں جاری ہیں اور دن بدن ترقی کر رہی ہیں"۔ (ریج ۲۵؍جولائی ۱۹۲۷ء)

جماعت احمدیہ کا شاندار مستقبل

حضرت بانی سلسلہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس زمانہ میں خدا کے مامور اور مصلح ہیں۔ خدا نے ان کی جماعت کے لئے ایک پودہ کی طرح آہستہ آہستہ ترقی کرنا مقدر کر رکھا ہے۔ اور اس جماعت کا مستقبل نہایت ہی روشن اور شاندار ہے۔ چنانچہ جس زندہ خدا نے آپ کو ابتداء میں ترقی و کامیابی کی بشارتیں دی تھیں اور وہ پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں اُسی زندہ خدا نے آپ کو جماعت کے مستقبل کے متعلق بھی بشارتیں دی ہیں۔ جو انشاء اللہ پوری ہو کر رہیں گی چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ

(۱) "خدا تعالےٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھیگا اور پھولے گا اور خدا اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ

"میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے **سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا**"۔ (تجلیات الٰہیہ ص ۲۱)

(ب) "اے تمام لوگو سُن رکھو۔ یہ اُس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ ...... **دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے**"۔

(تذکرۃ الشہادتین ص ۶۴-۶۵)

پس مبارک ہے وہ شخص جو مامور ربانی اور مرسل یزدانی کو شناخت کر کے اُس پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کرتا اور خدا کے فضلوں کا وارث بنتا ہے۔

نہایت ضروری اعلان

الحمد للہ کہ ہفتہ وار اخبار بدر کے ۳۰ پرچہ جات شائع ہو چکے ہیں۔ اور مندرجہ ذیل احباب کرام کو اخبار باقاعدگی کے ساتھ دفتر ہذا سے ارسال کیا جا رہا ہے۔ مگر دفتر ہذا میں ان کی طرف سے ابتک چندہ کے متعلق کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

دفتر ہذا الگ الگ بھی ہر ایک دوست کی خدمت میں چندہ کی ادائیگی کے متعلق لکھا مگر افسوس کہ دوستوں کی عدم توجہ کی وجہ سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے ۱۵ ؍نومبر تک چندہ کی ادائیگی کی کوئی اطلاع نہ پہنچی تو دفتر ہذا ہندوستانی احباب کو ۱۵ ؍نومبر کا پرچہ بذریعہ وی۔ پی ارسال کریگا جس کو وصول کرنا احباب کرام کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ احباب کے لئے فائدہ کی یہی صورت ہے کہ وہ چندہ سالانہ مبلغ ۶ روپے بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما کر ممنون فرما دیں۔

پاکستانی احباب کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی ۱۵ ؍نومبر سے پیشتر ہی چندہ محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ ربوہ پہنچا کر اپنے کوپن نمبر سے مطلع فرما دیں۔

امید کی جاتی ہے کہ احباب کرام دفتر ہذا کی مشکلات کو مدنظر رکھ کر اپنی اولین فرصت میں چندہ کی ادائیگی فرما کر اللہ تعالےٰ سے اجر عظیم کے مستحق ہوں۔

مینیجر بدر

نمبر	نام	خریداری نمبر	نمبر	نام	خریداری نمبر
۱	مکرم رحمت اللہ صاحب یادگیری	۱۰۵۶	۲۲	مکرم چوہدری خداداد صاحب ملتان	۱۱۰۲
۲	عبدالعزیز صاحب 〃	۱۰۵۷	۲۳	مکرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب شاہ پور	۱۱۰۳
۳	مکرم سید غلام احمد صاحب [illegible]	۱۱۰۵	۲۴	مکرم محمد اقبال صاحب [illegible] کراچی	۱۱۱۳
۴	مکرم قریشی محمد صادق صاحب [illegible]	۱۱۲۸	۲۵	مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب شیخوپورہ	۱۱۳۳
۵	مکرم محمد یونس صاحب بریلی	۱۱۴۳			
۶	مکرم اسرار احمد صاحب راٹھ	۱۱۴۶			
۷	مکرم اسرار محمد صاحب [illegible]	۱۱۴[illegible]	۲۶	مکرم چوہدری منظور حسین صاحب شیخوپورہ	۱۱۳۴
۸	مکرم کمال الدین صاحب حیدرآباد	۱۱۴۹	۲۷	مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب شیخوپورہ	۱۱۳۵
۹	مکرم مولوی سید یعقوب الرحمٰن صاحب بیجا پور	۱۲۰۰	۲۸	مکرم عبدالباری صاحب متعلم ربوہ	۱۱۳۷
			۲۹	مکرم صادق علی صاحب سرگودھا	۱۱۳۸
۱۰	مکرم منشی محمد امیر اللہ صاحب کشمیر	۱۲۱۰	۳۰	مکرم علی محمد صاحب کارکن ربوہ	۱۱۳۹
۱۱	مکرم مبارک احمد صاحب ریڈیو انجینئر کشمیر	۱۲۱۵	۳۱	مکرم عبدالواحد صاحب [illegible] منٹگمری	۱۱۴۰
۱۲	مکرم غلام نبی صاحب میر اکدل کشمیر	۱۲۱۱	۳۲	مکرم شیخ محمد یوسف صاحب احمدیہ مسجد لائلپور	۱۱۴۱
۱۳	مکرم عبدالحمید صاحب سایان	۱۲۶۶	۳۳	مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب لاہور	۱۱۴۲
۱۴	مکرم پی۔ ایس سیٹھ مرکارہ	۱۳۱۴	۳۴	مکرم حافظ عبدالسمیع صاحب [illegible]	۱۱۴۵
۱۵	مکرم محمد رفیق صاحب دارجیلنگ	۱۳۴۷	۳۵	مکرم محمد طاہر صاحب دادھو گھاٹ	۱۱۴۴
۱۶	مکرم سید محی الدین صاحب وکیل رانچی	۱۳۴۴	۳۶	مکرم ڈاکٹر محمد بخش صاحب ڈیرہ غازی خاں	۱۱۵۱
۱۷	مکرم حکیم مولوی نظام الدین صاحب شاہدرہ	۱۰۰۸	۳۷	مکرم چوہدری محمد اسحٰق صاحب گوجرانوالہ	۱۱۵۲
			۳۸	مکرم چوہدری غلام احمد صاحب ایم اے لاہور	۱۱۵۰
۱۸	مکرم محمد عیسیٰ صاحب راجہ جنگ	۱۰۵۳			
۱۹	مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ ربوہ	۱۰۵۴	۳۹	مکرم چوہدری عبدالمالک صاحب ہیڈ رسول گجرات	۱۱۵۹
۲۰	انوار الحق صاحب مظفر مغلپورہ	۱۰۴۷	۴۰	مکرم حافظ محمد عبداللہ صاحب پنڈی بھٹیاں گوجرانوالہ	۱۱۶۸
۲۱	مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب بی۔اے منٹگمری	۱۰۹۲	۴۱	مکرم [illegible]	۱۱۷۳

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

افکار و احوال

مسلمانوں کی حالت زبوں

مؤقر اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۴ر اکتوبر ۱۹۵۲ء میں ایک مضمون بعنوان "تصویر کے دو رخ" محمد سعید صاحب متعلم فرسٹ ایر بنارس کا شائع ہوا ہے۔ جو ناظرین کے مطالعہ کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ افسوس ہے کہ مسلمان باوجود اس زبوں حالی اور گراوٹ کے اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور دن بدن مصائب اور مشکلات میں پھنسے جاتے ہیں۔ ان کی اصلاح وترقی کے لئے جو خدائی آواز اسی ملک سے بلند ہوئی تھی۔ اس کی طرف بھی انہوں نے توجہ نہیں کی۔ حالانکہ غیر ممالک کے مسلمان جوق در جوق اس آواز پر لبیک کہہ کر اپنے حالات کو سنوار رہے ہیں۔ اور دینی و دنیوی انعامات کے وارث بن رہے ہیں۔ مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم بھی اس الٰہی تحریک کے ماتحت حلقہ بگوش اسلام ہو کر خدا تعالےٰ کی نصرت اور تائید حاصل کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارے ملک کے مسلمان ہیں کہ دن بدن تنزل کے گڑھے میں گرتے جاتے ہیں۔ مگر ان کو اس بات کا بالکل احساس نہیں سوائے اس کے کہ کسی آسمان سے اترنے والے کی موہوم امداد پر غلط امید لگائے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ ان کا نجات دہندہ اور ان کو پستی سے نکالنے والا قادیان کی مقدس بستی میں مبعوث ہو چکا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کے ماننے والوں میں ایک پاک اور روحانی تبدیلی ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے۔ اور ترقی و سربلندی کے لئے ایک اعلیٰ قسم کا نظام اسلامی طریقہ کے مطابق قائم ہو چکا ہے۔

خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانان ہند کی آنکھیں کھولے اور ان کو بصیرت اور نور عطا فرمائے تا کہ وہ امام وقت کو شناخت کر کے ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ کے فرمان کو پورا کریں اور دوسری طرف اپنی ذلت اور پستی کا مداوا کریں۔ (ایڈیٹر)

یہ ہوا مردوں کی تعلیم کا حال اور جب آپ عورتوں پر نظر ڈالیں گے تو یہاں آپ کا کام نیصدی سے نہیں چلے گا۔ بلکہ ہزاروں میں حساب نکالنا ہوگا اور ان کی حالت بھی کچھ اچھی نہیں یہ بھی فیشن کی لعنت میں گرفتار ہیں اب آپ جتنا بھی ماتم کیجئے کم ہے۔ کیونکہ ان کے بطن سے جو بچے پیدا ہوں گے ان کی کیا حالت ہوگی۔

یہی حالت تعلیم کے معاملہ میں تقریباً سب جگہ کم وبیش ہے بعض صوبے جیسے راجستھان مدھیہ بھارت وغیرہ تو اور زیادہ بدقسمت واقع ہوئے ہیں اور اگر کہیں آپ تعلیم پائیں گے تو تربیت کا فقدان ہے اور بغیر تربیت کے تعلیم ناقص اور ادھوری ہے۔

اقتصادی حالت

اقتصادی حالت سے مسلمان جتنے پریشان ہیں اس کے اظہار کے لئے نہ قلم میں طاقت ہے۔ اور نہ آپ کو سننے کی تاب۔ آج جس بحران سے مسلمان گذر رہے ہیں اسے دیکھ کر بڑی مایوسی ہوتی ہے۔ ان کے لئے نوکریوں کے دروازے بند ہیں۔ صنعت تباہ ہو رہی ہے جس کی چھوٹی مثال لیجئے۔ اسی ہفتہ آپ نے اخباروں میں پڑھا ہوگا۔ کہ بنارس کے ایک جولاہے نے جو بنارسی ساڑھی (بین الاقوامی صنعت) بنتا تھا ہفتوں کی فاقہ کشی کر کے اپنے دو ننھے بلکتے بچوں کو قتل کر دیا۔ اور بیوی کو مار کر خود بھی خودکشی کرنی چاہی یہی حال دوسری مشہور صنعتوں کا ہے۔ ان کے کاریگر ایڑیاں رگڑ رہے ہیں۔ زمینداروں کی زمینداری ختم ہو چکی اور وہ اپنی خیر منا رہے ہیں۔ یہ ہے ڈھانچہ قوم کی معاشی اور اقتصادی حالت کا۔

مذہبی حالت

مذہب سے تو مسلمان بہت دور ہوتے جا رہے ہیں۔ مساجد ویران سی ہیں۔ اور دور جدید کی برائیوں کو مسلمان اپناتے جا رہے ہیں سینما گھر ان سے آباد ہیں۔ اور مرد تو مرد عورتوں کا نمبر اور زیادہ بڑھا چڑھا ہے۔ اس معاملہ میں اور اس طرح بے حیائی سے رنگیلے برقعوں میں جاتی ہیں کہ ان کا نقشہ کھینچنا بھی ایک قسم کی بے حیائی ہوگی گھر بیچ کر اور قرض لے کر کھلانے اور جہیز دینے کی لعنت ویسے ہی موجود ہے جیسے پہلے تھی۔ اگر آپ کہیں کہ پہلے سے کمی ہے تو یہ آپ کی خوش فہمی ہے۔ کیونکہ جس کے پاس ہے ہی نہیں وہ کہاں سے لٹائے گا۔ ہاں جن کے پاس دولت ہے وہ پہلے ہی سے بے دردی سے لٹاتے ہیں۔ بے خبر واعظین کی تو پوچھئے نہیں انہیں مسلمانوں کی ان برائیوں کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے۔ ان کے چہروں پر فکرمندی کی کوئی لکیر بھی نہ ملے گی۔ ان میں زیادہ تر تعداد وہی پرانے طرز کے علماء کی ہے کچھ علماء کرام جن کے دلوں میں ہمدردی ہے وہ بیچارے سادہ لوح ہیں۔ وہ کیا جانیں موجودہ دور کے ہتھکنڈوں کو کیونکہ جدید علم سے ناواقف ہیں اور جب تشخیص ہی نہ کر سکیں تو علاج کہاں سے کریں گے۔

سیاسی حالت

وہ رہنما جو حقیقت میں قوم سے محبت رکھتے ہیں تعداد میں کم ہیں۔ لیکن گندم نما جو فروشوں کی البتہ کمی نہیں ہے اور جو اپنے مفاد کے لئے قوم کے گلے پر خنجر چلانے میں بھی گریز نہیں کرتے زبان کا مسئلہ مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا ہے اور ہمارے رہنما حضرات باوجود بہت زور شور کے بھی ابھی آدھی منزل نہیں طے کر پاتے معلوم نہیں کس خوش فہمی میں مبتلا ہیں۔ اور اُدھر غریب طالب علموں سے پوچھئے جو چھ سال آٹھ سال تک اردو میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد اب ہندی میں پڑھ رہے ہیں۔ اور ہندی بھی ایسی جو [illegible] کی کتاب سے بھی سخت ہے۔ مثال کے طور پر مدرا انتخاب نیک، ہوستھا "حصہ اول" مصنف شیام لال تواڑی پرائے آئی کام سے صفحہ ۴ کی پہلی چھ سطریں)

"اس ڈھنگ سے یہ پرنالی کچھ سمے تک چلی تب تک و نیمے بہت بہت سنکچت ادھار پر ہی تھا۔ اوشیکتاؤں کا ادھیک تر نش تو اپنے شرم سے پورا کیا جاتا تھا۔ آ دان پردان کے نمت جو جو وستوئیں اُپلبدھ رہتی تھیں ان کی سنکھیا اُدیم پریاپت رہتے تھے۔ کنتو اوشیکتاؤں اور اُتپادن میں پرورتی ہونے کے کارن ستھاسا مک ویوستھا میں جٹلتا آنے پر دستور و نیمے پرنالی کا بیابک اپیوگ اسمبھو ہو گیا۔ کیونکہ اس پرنالی میں مملکت کٹھنائیاں پائی جاتی ہیں"۔ کہئے کیسی رہی زبان کا تو لطف آ گیا ہوگا۔ اب بھی آپ کی زبان چٹخارے نہ لے تو آپ کا قصور، لیکن مجھے تو شک ہے کہ آپ لاحول کہیں نہ پڑھ دیں ٹھیک ہے یہ تو آپ کے اختیار ہے۔ مگر آپ کے جن بچوں کی اسکولوں میں ہندی اوڑھنا اور بچھونا ہو چکی ہے اگر وہ بھی لاحول پڑھ دیں تو امتحان کا نتیجہ بڑا شاندار ہو جائے بلکہ یوں کہئے کہ برسوں کی کمائی مٹی میں مل جائے۔

اتنا اس سلسلہ میں اور عرض کر دینا ہے کہ ۵۳ء میں ہائی اسکول اور انٹر کے پرچے بھی سب کے سب ہندی میں آ رہے ہیں۔ اور انگریزی کی جو گت بنائی گئی ہے اس سے امید نہ رکھیئے کہ لڑکے سوالوں کا جواب انگریزی میں دیں گے۔ اردو میں تو خیر منظور ہی نہیں ہندی کا نمونہ آپ نے دیکھ ہی لیا۔ اگر اب بھی آنکھ نہ کھلی تو شاید بعد میں پچھتانا بھی پڑے مگر کچھ بنائے نہ بنے گا۔

میں نے جو کچھ آپ کے سامنے عرض کیا ہے۔ واقعی وہ قابل عبرت اور اہم ہے سوال یہ ہے کہ آیا یہ برائیاں دور ہو سکتی ہیں؟ دور ضرور ہو سکتی ہیں ناممکن تو نہیں ہیں مگر مشکل اور بہت مشکل"

جماعتہائے ہندوستان کی توجہ کے لئے

از مکرم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان

احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ سلسلہ کے کام کو تنظیم اور باقاعدگی سے چلانے کے لئے ضروری ہے کہ تمام عہدیداران جماعت اپنے اپنے کام کی باقاعدہ رپورٹیں مرکز میں متعلقہ نظارتوں کو بھجواتے رہیں۔ اور کام کے متعلق ہدایات حاصل کرتے رہیں۔ اس وقت مرکزی نظارتوں کو بیرونی جماعتوں کے متعلق یہ شکایت پیدا ہو رہی ہے کہ وہ رپورٹیں بھجوانے میں باقاعدہ نہیں۔ اسی طرح مرکز کے کام کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور تنظیم خراب ہوتی ہے امید ہے کہ جملہ عہدیداران جماعت ہائے ہندوستان اس اہم کام کی طرف پوری پوری توجہ فرمادیں گے۔

خدا تعالےٰ سب احباب کے ساتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمادے۔

خدام اور تبلیغ

اس وقت ہندوستان میں تبلیغ کا میدان وسیع ہے۔ بہت سی پیاسی روحیں آب حیات کے لئے تڑپ رہی ہیں ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس زریں موقعہ سے فائدہ حاصل کریں گے۔ اور اپنے اردگرد کا اچھی طرح سے جائزہ لے کر حق کی جستجو رکھنے والوں کو آسمانی پیغام پہنچائیں اور ان کی روحانی تسکین کا سامان کریں۔ مرکز سے لٹریچر طلب کریں۔ اور اپنی جماعت کے لئے ایک ٹھوس تبلیغی پروگرام مرتب کریں۔ اور اس کے مطابق نتیجہ خیز قدم اٹھائیں۔ ماہانہ رپورٹ میں ہر مجلس کی ایسی تبلیغی سرگرمیوں کا خصوصیت سے ذکر کریں۔

(مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

بقیہ صفحہ ۹ فہرست خریداران بدر جن کا چندہ دفتر میں موصول نہیں ہوا

نمبر	نام	خریداری نمبر	نمبر	نام	خریداری نمبر
۴۲	مکرم فضل حق صاحب احمدیہ واچ کمپنی شاہجہانپور	۱۱۸۲	۴۹	مکرم ایس-ایم مو صاحب سنہری ہاؤس	[illegible]
۴۳	سپرنٹنڈنٹ فضل عمر ہوسٹل لاہور	۱۱۹۳	۵۰	مکرم ملک احمد حسین صاحب کنڈیوال سرگودھا	۱۲۰۸
۴۴	مکرم مستری محمد شفیع و محمد منیر ہاؤس آباد بھیر دلپور	۱۲۵۴	۵۱	مکرم ماسٹر عمر دین صاحب ننکمری نائب مدرس	۱۲۰۹
۴۵	مکرم ایم اے قادر شوراپور	۱۲۵۵	۵۲	مکرم چوہدری عبدالرحمن صاحب تحصیل لودھراں ملتان	۱۲۴۴
۴۶	مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب مری ہل	۱۲۶۳	۵۳	غلام محمد صاحب نار پرستان کشمیر	۱۲۳۶
۴۷	چوہدری رحمت خان گجرات	۱۲۶۹	۵۴	محمد دین صاحب انور شاہ پور	۱۲۱۸
۴۸	مکرم ملک حیات بخش صاحب چک پنبل خان راولپنڈی	۱۲۷۱			

اپنے والد مرحوم کی یاد میں

از مکرم بدرالدین احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ

کیوں نہ جوش ابر تر ہو مرے چشم زار میں　حادثوں نے گل کھلائے ہیں جو قلب زار میں
بیکسی پر بے یہ عالم ہے خدایا تیری شان　این و آں کی طاقتیں ہیں تیرے اختیار میں
والد مرحوم! للہ اک جھلک دکھلا مجھے　آرزو بیتاب ہے قلب حزین و فگار میں
تیری فرقت نے مجھے یہ رنج پایا ہے کر دیا　کب بہار آئے گی ابا اس دل داغدار میں
دل عزیزی بحر غم آنکھیں لگی ہیں راہ پر　کیسے کیسے لطف پاتے ہیں دعائے یار میں
وائے حسرت کھو دیا تیری دعائے خاص کو　دل گھٹا جاتا ہے پیارے جسم زار و نزار میں
جی میں ٹھانی ہے یہی دنیا سے جائینگے گذر　اب بقا ممکن نہیں دنیائے کار و بار میں
لِلّٰہ صحابی مسیح پاک تھا مثل صحابہ　پا گیا تسکین جاں پہنچا جو کوچہ یار میں
اختر خوش بخت مولا ہے تیرا اعلیٰ رفیق　ہم سے مخفی ہو گیا جان جہاں کے جوار میں
اے خوش ساعت کہ وصل کبریا تم کو نصیب　بیٹھ کر باغ جناں و پاک سبزہ زار میں

حیف ہے بعد فنا یہ راز ہم پہ وا ہوا
بدر مجزوں کردعا درگاہ پروردگار میں

(تاریخ وفات اختر الدین احمد)

روئداد جلسہ یوم تحریک جدید ہبلی (کرناٹک)

جماعت احمدیہ ہبلی علاقہ بمبئی میں خدا کے فضل سے بذریعہ چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ سلسلہ گذشتہ ماہ ایک نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ جو اٹھارہ افراد پر مشتمل ہے اس جماعت میں خدا کے فضل سے باقاعدہ اجلاسات اور تبلیغی و تربیتی و تعلیمی سرگرمیاں جاری ہیں۔ جلسہ تحریک جدید کی رپورٹ ذیل میں پیش ہے ——— (ایڈیٹر)

جب سے احمدیت کا قیام ہوا ہے حقیقی احمدیت کا یہ پہلا جلسہ تھا۔ جو زیر صدارت عبدالرزاق صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ہبلی بوقت ۴ بجے شام شروع ہوا۔ سب سے اول میں مکرمی مولوی محمد دین صاحب انچارج علاقہ بمبئی نے تلاوت فرمائی۔ بعد میں بابو خان صاحب احمدی اور محمد ناصر صاحب احمدی نے نظمیں پڑھیں۔ چنانچہ بعد میں محمد دین صاحب نے تحریک جدید کی غرض و غایت کو احباب کے سامنے پیش کیا اور اس کے علاوہ ابتدائی دس مطالبات کی تشریح کی۔ بعد میں حمیدالدین صاحب۔ محبوب صاحب اور محمد حسین صاحب کرجگی نے مختلف مطالبات کی تشریح کو حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ وقت کی کمی کی وجہ سے مندرجہ ذیل دوست "محمد عثمان صاحب عمری۔ عبدالغنی صاحب پردہ والے اور یہ خاکسار اپنا اپنا وقت جس میں بقیہ مطالبات کو پیش کرنا تھا متفق طور پر مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل مبلغ ہبلی کو دے دیا جنہوں نے عموماً بقیہ تمام مطالبات کی تشریح کرتے ہوئے تحریک جدید کی شاندار کامیابی پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ اس الٰہی تحریک کے ذریعہ آج ہم کہاں سے کہاں تک جا پہنچے ہیں جس کو دیکھ کر ہر شریف خصلت انسان رشک کرنے پر مجبور ہے

حضرت امیر المؤمنین المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک زندہ صداقت ہے اور تحریک جدید کی [illegible] بانی حضرت المصلح الموعود کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت [illegible] کے مقابلہ میں دشمن کے پاس کوئی جواب [illegible] آخر میں چوہدری صاحب نے احباب کو تحریک [illegible] مالی جہاد میں شامل ہونیکی ترغیب دلائی۔

جلسہ میں بعض غیر احمدی اور [illegible] دوست بھی شامل تھے۔ آخر میں صدر صاحب نے بھی اس مبارک جہاد میں شامل ہونیکے لئے ترغیب دلائی اور جلسہ بعد دعا برخاست ہوا۔ والسلام خاکسار حضرت صاحب سنداسگھر وجزل سیکرٹری جماعت احمدیہ ہبلی

قادیان کی فیوض و برکات کے حاصل کرنیکا زریں موقعہ

احباب کرام اس وقت احمدیت کا دائمی مرکز جس کو خدا تعالیٰ نے ہر قسم کی برکات و انوار سے نوازا ہے۔ اور جو موجودہ زمانہ کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولد مسکن اور مدفن ہے۔ اور نور اسلام کو پھیلانے کا منبع اور مصدر ہے۔ اس میں موجودہ وقت میں مخصوص حالات ملکی کے پیش نظر رہائش اختیار کر کے خدمت سلسلہ کا زریں موقعہ ہے۔ دنیا کے گوشہ گوشہ سے احمدیت کے فدائی اس مقدس مقام کو دیکھنے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔ لیکن ان کو یہ موقعہ میسر نہیں آتا۔ ہندوستانی احمدیوں پر خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ کہ ان کے لئے موجودہ حالات میں مرکز احمدیت میں رہنے اور اس میں خدمات سلسلہ سرانجام دینے کے لئے سہولت اور موقعہ میسر ہے۔

پس احباب میں سے جو وقف کرکے قادیان آسکیں وہ وقف کر کے آجائیں۔ اور جو بغیر وقف کے خدمت سلسلہ کے لئے تشریف لا سکیں وہ اسی طرح آئیں۔ مڈل پاس۔ میٹرک پاس نوجوانوں اور پنشنر احباب سے خاص طور پر مرکز میں آنے کی درخواست کی جاتی ہے۔ تفصیلی معلومات کے لئے نظارت امور عامہ قادیان سے خط و کتابت فرمائیں۔

خدا تعالیٰ نے آپ کو اس زریں موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

> **اطلاع** نئے تبلیغی رپورٹ فارم جملہ مبلغین کرام کی خدمت میں بھیجے جا رہے ہیں۔ آئندہ اس کے مطابق تبلیغی رپورٹ ارسال کی جائے۔
> (ناظر دعوت و تبلیغ)

(بقیہ صفحہ ک لیب ۳ سے)

...مو رہا ہونے پر مجبور ہوگئی۔ لیکن اس طریق کا مستقل طور پر اہل ملک کے کردار اور اخلاق پر بہت برا اثر پڑا۔ وہ لوگ جو بدیشی حکومت سے اپنے حقوق لینے کے لئے ایجی ٹیشن اور عدم تعاون کے عادی ہو چکے تھے اب اپنی حکومت کو بھی انہی مہلک ہتھیاروں سے کمزور کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ دراصل عوام سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ ملکی یا غیر ملکی کے باریک فرق کو ہر وقت ذہن میں مستحضر رکھ سکیں۔ ان کی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ جس رستہ پر ان کے لیڈروں کی طرف سے ان کو ڈال دیا جاتا ہے اور اس پر چل کر ان کو کسی قدر کامیابی حاصل ہو جاتی ہے وہ اندھا دھند اس ڈگر پر بلا عواقب کو مدنظر رکھنے کے چل پڑتے ہیں۔

آج اپنی ملکی حکومت سے حقوق حاصل کرنے کے لئے عوام اور ان کے لیڈر وہی طریق اختیار کر رہے ہیں جو غیر ملکی حکومت کے وقت وہ گاندھی جی کی قیادت میں اختیار کر چکے ہیں۔ خواہ اس سے ملک اور اپنی حکومت کو کتنا ہی نقصان پہنچے۔ اگر مہاتما جی قبل از وقت اس خطرہ کو بھانپ لیتے اور اپنی پالیسی میں مناسب ترمیم کر لیتے تو آج ملک کو یہ دقت اور نقصان نہ ہوتا۔

احمدیت کی ترقی اور معاندین کا برا انجام

(مرتبہ مولوی محمد یوسف صاحب خانیاری سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سری نگر کشمیر)

(۳)

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم (مسیح موعودؑ)

اخبار پیغام صلح مجریہ ۲ جولائی ۱۹۵۲ء اگلے روز مطالعہ سے گذرا جس میں احراری مولوی محمد علی صاحب جالندھری کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ "اگر مسیح علیہ السلام وفات پا گئے ہیں تو مرزا غلام احمد صاحب سچے ہیں"۔ مولوی صاحب کی یہ تجویز اصولی طور پر معقول ہے۔

جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے نبیوں کی طرح وفات پا گئے ہیں۔ چنانچہ سلسلہ کی کتب اور اخبارات میں اس مسئلہ پر ہر پہلو سے کافی روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ میں یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے صرف چند حوالجات درج کر کے مولوی صاحب عرض کروں گا کہ وہ ٹھنڈے دل سے غور فرماویں۔

(۱) "یاد رکھنا چاہیئے کہ ایلیا کا آسمان پر جانا اور پھر آسمان سے کسی زمانہ میں اترنا بطور پیشگوئی ایک وعدہ تھا اور یہودیوں کا اجماعی عقیدہ مسلمانوں کی طرح اب تک یہی ہے کہ حضرت ایلیا جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے اور پھر آخری زمانہ میں اسی جسم کے ساتھ آسمان پر جانا سلاطین ۲ باب ۲ آیت ۱۱ میں درج ہے اور پھر اس کے اترنے کا وعدہ صحیفہ ملاکی ۴ باب آیت ۵ میں بطور پیشگوئی کے دیا گیا ہے۔ جس کی اب تک یہودی لوگ منتظر ہیں اور حضرت مسیحؑ نے جو حضرت یحییٰؑ کی نسبت کہا کہ ایلیا جو آنے والا تھا یہی ہے۔ یہ کلمہ جمہور یہود کے اجماع کے برخلاف تھا۔ اس وجہ سے انہوں نے مسیح کو قبول کیا نہ یحییٰؑ کو کیونکہ وہ آسمان کی راہ دیکھ رہے تھے ...... لیکن ہمارے بھائی مسلمان ان تمام مشکلات سے بالکل آزاد ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف میں جسم کے ساتھ اٹھائے جانے کا اشارہ تک بھی نہیں۔ بلکہ مسیح کے فوت ہونے کا بتصریح ذکر کیا ہے۔ اگرچہ حدیثوں کی بے سروپا روائتوں میں سند منقطع کے ساتھ ایسا ذکر بہت سے تناقض سے بھرا ہوا کہیں کہیں پایا جاتا ہے۔ لیکن ساتھ اس کے انہیں حدیثوں میں مسیح کا فوت ہونا بھی بیان کیا گیا ہے اب ظاہر ہے کہ باوجود اس تعارض اور تناقض کے فرد ثبوت کیا ہے جو غیر معقول شق کی طرف توجہ کی جائے جس حالت میں قرآن اور حدیث کی رو سے وہ راہ کھلی ہوئی نظر آتی ہے جس پر کوئی اعتراض شرع اور عقل کا نہیں یعنی مسیح کا فوت ہو جانا۔ اور روح کا اٹھایا جانا تو کیوں ہم اسی راہ کو قبول نہ کریں جس پر قرآن شریف کی بینات زور دے رہی ہیں؟ ہم نے ایلیا کے صعود و نزول کا قصہ اس غرض سے اس جگہ لکھا ہے کہ تا ہمارے بھائی مسلمان ذرہ غور کر کے سوچیں کہ جس مسیح ابن مریم کے لئے وہ لڑتے مرتے ہیں۔ اسی نے یہ فیصلہ دیا ہے۔ اور اسی فیصلہ کی قرآن شریف نے بھی تصدیق کی ہے۔ اگر آسمان سے اترنا ایسے طور سے جائز نہیں جیسے طور سے ایلیا کا اترنا حضرت مسیح نے بیان فرمایا ہے تو پھر مسیح منجانب اللہ نبی نہیں ہے ...... دوسرے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی سوال ہونا اور قل سبحان ربی اس کا جواب ملنا اپنے دلوں میں سوچو کیا یہ اسبات کے سمجھنے کے لئے قرائن قویہ اور دلائل کافیہ نہیں؟ کہ آسمان سے اترنے سے مراد حقیقی اور واقعی طور پر اترنا نہیں بلکہ مثالی اور ظلی طور پر اترنا مراد ہے۔ ابتدائے آفرینش عالم سے آج تک اسی طور سے مقدس لوگ آسمان سے اترتے رہے ہیں۔ اور مثالی طور پر ہمیشہ یہ کہتے آئے ہیں کہ یہ آدم ثانی آیا ہے۔ اور یہ یوسف ثانی اور یہ ابراہیم ثانی لیکن آدمزاد کا جسم خاکی کے ساتھ آسمان سے اترنا اب تک کسی نے مشاہدہ نہیں کیا۔ پس وہ امر جو اصول نظام عالم کے برخلاف قانون قدرت کے مبائن و مخالف اور تجارب موجودہ و مشہودہ کا ضد پڑا ہے اس کے ماننے کے لئے صرف اور تناقض اور رقیق روائتوں سے کام نہیں چل سکتا ...... اور یہ بھی سوچو کہ مسیح حدیثوں میں آسمان سے اترنے کا بھی کہیں ذکر نہیں اور صرف نزول یا نزیل کا لفظ آسمان سے اترنے پر ہرگز دلالت نہیں کرتا ...... پھر تیسرا قول یہ ہے کہ کوئی آسمان پر نہیں گیا۔ سوائے اس شخص کے جو آسمان پر سے اترا یوحنا باب ۳ آیت ۱۳ اور فقرہ یہ کہنا کہ ہم نے اتارا یا اترا۔ اس بات پر ہرگز دلالت نہیں کرتا کہ آسمان سے اتارا گیا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ ہم نے لوہا اتارا اور چارپائے (مویشی) اتارے"۔

(ازالہ اوہام حصہ اول)

(۲) "اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یا اشعار و قصائد نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالیٰ کے فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر بھی اطلاق پا گیا ہے۔ یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے۔ تو میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا"۔

(ازالہ اوہام حصہ اول)

(۳) "نصوص صریحہ سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہو چکی ہے۔ اور حق کھل گیا ہے ...... جبکہ کامل تحقیقات سے یہ فیصلہ ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت فوت ہو گئے ہیں اور ہر ایک پہلو سے ان کی وفات بپایۂ ثبوت پہنچ گئی ہے۔ بلکہ حدیث صحیح سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ انہوں نے ایک سو بیس برس عمر پائی اور واقعہ صلیب کے بعد ستاسی برس اور زندہ رہے تو یہ سوال باقی رہا کہ پھر ان حدیثوں کے کیا معنی ہیں کہ عیسیٰ بن مریم آخری زمانہ میں نازل ہوگا! اس کا جواب ہم بھی دے چکے ہیں۔ کہ وہ حدیثیں ظاہری معنوں پر محمول نہیں ہو سکتیں کیونکہ قرآن شریف میں آیت قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ میں صاف فرمایا گیا ہے کہ عادت اللہ میں امر داخل نہیں کہ کوئی انسان اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلا جائے۔ اور پھر آسمان سے نازل ہو"۔ (ایام الصلح)

(۴) "یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا ...... ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے ...... اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا۔ دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسےٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند ایک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید اور بدظن ہو کر اس عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔ (تذکرۃ الشہادتین)

(۵) "اور اس دعا میں مغضوب علیہم کا جو فقرہ ہے وہ بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ وہ لوگ جو اسلامی مسیح کی مخالفت کریں گے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں مغضوب علیہم ہوں گے جیسا کہ اسرائیلی کے مخالف مغضوب علیہم تھے"۔ (حقیقۃ الوحی)

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن شریف۔ احادیث صحیح وغیرہ سے ثابت کر دیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہوئے ہیں تو علماء سوء نے حضرت صاحب پر کفر کے فتوے لگائے کہ ایسا اعتقاد رکھنے والا کافر زندیق ہے۔ کیونکہ عیسےٰ علیہ السلام کا اپنے جسم آسمان پر جانا اور وہاں زندہ رہنا۔ پھر آخیر زمانہ میں اترنا ...... ان امور میں ہے جن پر ایمان لانا واجب اور اس میں شک کرنا کفر و ارتداد ہے۔

لیکن اب آہستہ آہستہ تعلیم یافتہ سنجیدہ طبقہ اس شرک آلود عقیدہ کو خیر باد کہہ رہا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالجات سے واضح ہوتا ہے:-

(باقی)